CLASSIC URDU MATERIAL

متبادل

ریاض عاقب کوہلر

سناٹے کا راج تھا ،یوں کہ اپنے سانسوں کی آواز بھی اسے سنائی دے رہی تھی۔اچانک ہی صحن میں کسی کے دبے قدموں چلنے کی آواز آنے لگی۔خشک پتے آنے والے کے قدموں تلے چرمرائے اور اس کا دل دھک دھک کرنے لگا۔

اس نے موبائل فون کی سکرین پر نگاہ دوڑائی کوئی سگنل نہیں آرہے تھے یقینا مکان کو گھیرنے والوں نے جیمر وغیرہ استعمال کر کے موبائل فون کی سروس بند کر دی تھی۔

وہ لرزتی کانپتی لائن فون کی طرف بڑھی ،ڈرائینگ روم میںروشنی جل رہی تھی۔باہر چلنے والی ہوا سے کھڑکی کے پردے تھوڑا ہٹے ۔ یوں لگا جیسے کوئی گھور رہا ہو۔اس نے فوراََ ہی فرش پر بیٹھ کرصوفے کی آڑ پکڑی اورپھر گھٹنوں کے بل چلتے ہوئے تپائی پر رکھے فون کی طرف بڑھنے لگی۔

ایک دھماکا ہوا ،کچھ پختہ فرش پر گرا۔شاید کوئی گملا تھا۔وہ اچھل پڑی تھی۔چیخ روکنے کے لیے اس نے بے ساختہ ہونٹوں پر ہاتھ رکھ لیا تھا۔

ایک تیز سرگوشی ابھری یوں جیسے کوئی کسی کو ڈانٹ رہا ہو۔وہ گھٹنوں کے بل چلتی ہوئی ٹیلی فون سیٹ تک پہنچی۔مگر رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہی اس کا دل ہولنے لگا۔فون کی تار کسی نے کاٹ دی تھی۔دل میں دبی امید کی ہلکی سی کرن کے زیر اثراس نے کریڈل کو چند بار مسلسل دبایا مگر کوئی ٹون نہیں ابھری تھی۔ زوردار چھناکے کے ساتھ برآمدے میں لگی ٹیوب لائٹ ٹوٹی۔آنے والوں کے پاؤ ں تلے ٹیوب لائٹ کے نازک شیشوں کا مزید چھوٹے ٹکڑو ں میں تبدیل ہونا گویا صور اسرافیل کی طرح اس کے کانوں میں گونجا تھا۔وہ لرزتی کانپتی دیوار کی طرف بڑھی اور ڈرائینگ روم میں جلتی روشنی بجھا کر خوا ب گاہ کی طرف بھاگ پڑی۔

"وہ جاگ گئی ہے۔"کسی کی تیز سرگوشی اس نے بھاگتے ہوئے بھی سن لی تھی۔

"اگر بھاگنے کی کوشش کرے تو گولی مار دینا۔" نیا حکم باآواز بلند دیا گیا گویا اس کے جاگ جانے کی انھیں کوئی پروا نہ تھی۔

وہ سہم گئی ،اس کی خوب صورت آنکھیں دہشت کی وجہ سے مزید پھیل گئی تھیں۔سفید چہرہ خوف سے پیلا پڑ رہا تھا۔شب خوابی کا لباس اس کے پر کشش جسمانی خطوط کو چھپانے میںبالکل ہی ناکام نظر آتا تھا۔مگر اس وقت اسے لباس کا کوئی ہوش نہیں تھا۔خواب گاہ کے دروازے کو اس نے کنڈی کر دیا، البتہ ڈرائینگ روم کا دروازہ کنڈی کرنا اسے بھول گیا تھا۔ایک مرتبہ اس نے خواب گاہ سے نکل کر ڈرائینگ روم کا دروازہ کنڈی کرنے کا سوچا مگر پھر اسے باہر نکلنے کی جرّات نہ ہوئی۔

دروازہ کھول کر قدموں کی چاپ اندر آتی سنائی دی۔ڈرائینگ روم کے فرش پر قالین وغیرہ بچھا ہوا نہیں تھا۔خوب صورت سفید ٹائل سے بنے فِرش پر چند آدمیوں کے جوتوں کی "ٹک ٹک۔"سن کر اس نے چابی کے سوراخ سے آنکھ لگائی۔آنے والے چار آدمیوں کا نچلا بدن نظر آرہا تھا چاروں نے کالی پتلونیں پہنی ہوئی تھیں۔وہ خواب گاہ کے دروازے کے سامنے آکر رک گئے تھے۔

دوازے پر ہونے والی دستک سے اس کا دل اچھل کر حلق میں آگیا تھا۔وہ گہرے گہرے سانس لے کر خوف کو زائل کرنے کی ناکام کوشش کرنے لگی۔دروازہ ایک مرتبہ پھر دھڑدھڑایا گیا۔اور اس کے ساتھ ہی ایک کرخت آواز ابھری۔

"دروازہ توڑ دو۔"

ایک دم کوئی دروازے سے ٹکرایا۔ وہ کندھوں سے دروازہ توڑنے کی کوشش کر رہے تھے۔ لرزتے وجود اورمتوحش آنکھوں سے وہ چاروں اطراف میں چھپنے کی کوئی جگہ تلاش کر رہی تھی۔اسی وقت دروازے کی کنڈی نے ٹوٹ کر شکست کا اعلان کیا۔چاروں دندناتے ہوئے اندر گھس آئے تھے۔ جلدی سے کھڑے ہو کر اس نے دیوار سے پیٹھ لگا لی۔

ان کے لیڈر نے حکم دیا۔"بیڈ کے نیچے دیکھو۔"

اسی وقت وہ دروازے کے پیچھے سے نکل کر بھاگی ،اس کا رخ بیرونی دروازے کی طرف تھا۔ اس کے قدموں کا شور سن کر کوئی چیخا۔"وہ بھاگ رہی ہے۔"

پستول کے دو تین فائر ہوئے لیکن وہ ڈرائینگ روم کا دروازہ عبور کر گئی تھی۔برآمدے میں بکھری ٹیوب لائیٹ کی کرچیوں نے اس کے ننگے پاؤں کو زخمی کر دیا تھا۔تکلیف کی

شدت سے کراہتے ہوئے وہ منھ کے بل گری ....اور اس کے ساتھ ہی زوردار۔ ’’کٹ۔‘‘کی آواز سنائی دی۔یہ آواز سنتے ہی اس کا تعاقب کرنے والے چاروں آدمی رک گئے تھے۔

’’بہت خوب میڈم کلپنا ....‘‘ایک خوشامدانہ آواز ابھری۔وہ مسکراتے ہوئے کھڑی ہو گئی تھی۔

’’میڈم آپ اگلے منظر کی عکس بندی کے لیے میک اپ کر لیں۔‘‘ہدایات کار کے کہنے پراس نے اثبات میں سر ہلادیا۔اسی وقت ایک ملازم نے چپل لا کر اس کے پاؤں کے پاس رکھ دی جبکہ دوسرے ملازم نے ایک کھلا لبادہ اس کی جانب بڑھایا جسے اس نے شب خوابی کے لباس کے اوپر ہی پہن لیا تھا۔

★★★

قیمتی کار جنرل ہاسپیٹل کی پارکنگ میں رکی۔ کالے نقاب میں ملبوس لڑکی ڈرائیو کر رہی تھی۔ کار لاک کر کے وہ ہسپتال کی اندرونی عمارت کی طرف بڑھ گئی۔ہینڈ بیگ کھول اس نے ایک نظر دوڑا کر کسی چیز کے ہونے کا یقین کیا اوراثباتی سر ہلا کر بیگ دوبارہ کندھے سے لٹکا لیا۔ایمرجنسی وارڈ سے گزرتے ہوئے اس کی نظر پانچ روتے ہوئے مردوں پر پڑی ،تمام کی آنکھوں میں آنسو تھے۔اور انھوں نے فرش پر لیٹی ہوئی ایک لڑکی کے گرد

گھیرا ڈالا ہوا تھا۔ حجاب پوش لڑکی کا رخ جنرل وارڈ کی طرف تھا۔لیکن انھیں دیکھ کر اس کے قدم رک گئے تھے۔وہ بے ساختہ ان کی طرف بڑھی۔

"کیا ہوا۔"نقاب سے جھلکتی خوب صورت آنکھوں کی طرح اس کی آواز بھی نہایت سریلی تھی۔فرش پر لیٹی جواں سال لڑکی کے چہرے پر پیلاہٹ نظر آرہی تھی۔

تمام کی نظریں اس کی طرف اٹھ گئی تھیں۔اس کا لباس اور پر رعب انداز سے بیمار لڑکی کے گرد بیٹھے ہوئے لواحقین کو وہ کوئی اہم شخصیت نظر آئی تھی۔

ایک مرد گلو گیر لہجے میں بولا۔"ماری ،بھنا سخت بمار ہیے ،ڈاکٹر کہت ہیں یہاں علاج نہ ہو سکت ہے۔"(ہماری بہن بیمار ہے اور ڈاکٹر کہتے ہیں یہاں اس کا علاج نہیں ہو سکتا)

"کیوں۔"اس نے حیرانی بھرے لہجے میں پوچھا۔

اس مرد کے لہجے میں عجیب مایوسی بھری تھی۔"سرکار دی مرضی میڈم جی۔"

نقاب پوش لڑکی نے پاس سے گزرتے سفید کوٹ والے ڈاکٹر کو آواز دی۔"ایسکیوزمی سر۔"

"جی مس۔"وہ اس کی طرف متوجہ ہوا۔

وہ باعتماد لہجے میں پوچھنے لگی۔"اس لڑکی کو وارڈ میں کیوں داخل نہیں کر رہے ہو۔"

"یہ دل کی مریضہ ہے مس اور یہاں پر دل کے مریضوں کے لیے علاج کی سہولت موجود نہیں ہے۔ صبح سے انھیں یہی بتایا گیا ہے مگر ان کی سمجھ ہی میں نہیں آرہا۔اس طرح رونے دھونے سے یہاں دل کا وارڈ تو نہیں کھل جائے گا نا۔"یہ کہتے ہی ڈاکٹر آگے بڑھ گیا تھا۔

وہ مردوں کو مخاطب ہوئی۔"آپ اسے ہارٹ ہاسپیٹل میں لے جائیں نا،وہاں اس کا علاج ہو جائے گا۔"

"وہ روپے مانگتے ہیں بیگم صاب۔"اس لڑکی سے ایک ہی مرد مخاطب تھا باقی آنکھیں نم کیے امید بھری نظروں سے اسے گھور رہے تھے۔وہ وہاں مریضوں کی عیادت ہی لیے آیا کرتی۔ مگر ان مردوں کو روتے دیکھ کر اپنا ارادہ تبدیل کرتے ہوئے بولی۔"اچھا اپنی بہن کو اٹھا کر میرے ساتھ لے آؤ۔"

تھوڑی دیر بعد وہ اس لڑکی کے دو بھائیوں کو اپنے ساتھ کار میں بٹھا کر گنگا دھر ہارٹ ہاسپیٹل کی طرف جا رہی تھی۔بچی کے تین بھائی وہیں رک گئے تھے۔وہ پانچ بھائیوں کی اکلوتی بہن تھی۔ سب سے چھوٹی اور لاڈلی مگر اس کے دل کے دو وال بند تھے اس کی

اوپن ہارٹ سرجری ہونے والی تھی۔ وہ غریب اس کے علاج کا خرچا برداشت نہیں کر سکتے تھے تبھی خیراتی ہسپتال کے ایمرجنسی وارڈ میں بیٹھے رو رہے تھے۔کوئی گھر اور زمین بھی نہیں تھی ورنہ ضرور بیچ کر بہن کا علاج کرا لیتے۔ برقع پوش میڈم ان کے لیے رحمت کا فرشتہ ثابت ہوئی تھی۔ گنگا دھر ایک پرائیویٹ اور مہنگا ہسپتال تھا۔ان جیسے لوگوں کو اکیلے تو وہاں کسی نے گھسنے نہیں دینا تھا لیکن میڈم کی قیمتی کار کو دیکھ کر چوکیدار نے فوراً گیٹ کھول دیا تھا۔ اگلے گھنٹے ڈیڑھ میں ان کی بہن کے مختلف ٹیسٹ شروع ہو گئے تھے۔ماہر امراض قلب ڈاکٹر کرن مہتہ سے برقع پوش میڈم نے تفصیلی بات چیت کی اور ان غریبوں کی بہن کا باقاعدہ علاج شروع ہو گیا۔ہاسپیٹل کی فیس وغیرہ ادا کر کے خوب صورت لڑکی انھیں تسلی دے کر چلی گئی تھی۔لیکن جانے سے پہلے بڑے نوٹوں کی ایک گڈی بڑے بھائی کے حوالے کرنے ساتھ اپنا موبائل فون نمبر بھی اسے دے دیا تھا کہ کسی بھی مسئلہ کی صورت میں اسے کال کر لے۔یقینا وہ ان غریبوں کے لیے رحمت کا فرشتہ ثابت ہوئی تھی۔

★★★

”کیا....؟“اس کے لہجے میں شامل حیرانی غیر متوقع نہیں تھی،مگر جانے کیوں شیکھر کو اس کی حیرانی مصنوعی لگی تھی۔

”شاید آپ پہلے سے اس کے بارے جانتی ہیں؟“وہ سوال کرنے سے باز نہیں آیا تھا۔

وہ اطمینان سے بولی۔”نہیں،لیکن یہ ناممکن تو نہیں ہے نا۔یوں بھی میرا تعلق شو بز سے ہے اور آپ جانتے ہوں گے کہ اس موضوع پر کئی فلمیں بن چکی ہیں۔“

”مس کلپنا!.... یقیناً آپ حقیقت اور فلم کے فرق سے اچھی طرح آگاہ ہوں گی۔“

کلپنا نے کہا۔”اچھی طرح،لیکن فلمیں حقیقی زندگی سے متاثر ہو کر ہی بنائی جاتی ہیں۔“

اور پھر چونکتے ہوئے پوچھا۔”ویسے آپ کو یہ کیوں کرلگا کہ میں پہلے سے اس کے بارے

جانتی ہوں؟“

”میرا خیال تھا یہ بات سن کر آپ حیرت سے اچھل پڑیں گی۔“

”شیکھر صاحب!....جیون کے اتنے رنگ دیکھ چکی ہوں کہ حیران ہونا بھول گیا ہے۔“

اسی وقت دروازہ کھول کر سعد اندر داخل ہوا،وہ ایک خوب صورت جوان تھا،دراز قامت اور کسرتی بدن کا مالک اسے بھی فلموں میں کام کرنے کی آفر ہوئی تھی،مگر اداکاری اس کے

بس سے باہر تھی۔اسے دل میں چھپے جذبات چھپانا آتا ہی نہیں تھا۔ یہ کام ناممکن دیکھتے ہوئے اس نے آفر ٹھکرا دی تھی۔

شیکھر نے کہا۔"آو، سعد صاحب !....بیٹھو۔"

" میں میڈم کو اطلاع دینے آیا تھا کہ سیٹ پر ان کا انتظار ہورہا ہے۔" سعد کا لہجہ مو دبانہ ہونے کے باوجود اپنی حیثیت کا احساس لے ے ہوئے تھا۔

"ہاں چلو۔"کلپنا نے نشست چھوڑ دی۔

"مس کلپنا !....پھرکیا خیال ہے ؟"اسے جانے پر آمادہ دیکھ کر شیکھر نے جلدی سے پوچھا۔

"کیسا خیال ؟"کلپنا کے لہجے میں حیرانی تھی۔

"اگر ،ثانیہ اورآپ کی ملاقات کرائی جائے؟"ثانیہ اس لڑکی کا نام تھا جو کلپنا کی ہم شکل تھی۔

"شیکھر صاحب !....ہم شکل ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ میرے برابر ہو گئی ہے۔میں بالی وڈ کی نمبر ون ہیروئن ہوں اور وہ کل ہی ایک سٹیج شو میں سامنے آئی ہے ،میرا اس کا کیا جوڑ؟"

"آپ تو خفا ہونے لگیں۔"شیکھر خفت سے مسکرادیا۔مگر کلپنا اس کی بات کا جواب دیے بغیر باہر نکل گئی۔

"آپ کی ہم شکل کا کافی چرچا ہو رہا ہے۔"سعد نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔گیلری میں لوگوں کی آمد و رفت جاری تھی۔

کلپنا منہ بناتے ہوئے بولی۔"بہ قول شیکھر میری ہم شکل ہے۔ کل سٹیج شو میں اپنے فن کا مظاہرہ کیا ہے۔"

سعد نے کہا۔"میں نے بھی یہی سنا ہے۔شاید تھوڑی بہت مشابہت ہو گی،جسے یار لوگ بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں۔"

کلپنا نے منہ بنایا۔"کیا کہہ سکتی ہوں ،میں نے دیکھی تھوڑی ہے۔"

سعد نے کہا۔ "اگر اجازت ہو تو آج اس کے شو کی دو ٹکٹ منگوالیتا ہوں۔ایک لوکل تھیٹر میں ہونے والے ڈرامے کے درمیانی وقفے میں پرفارم کرتی ہے ،کہا جارہا ہے بہت اچھی رقاصہ ہے۔"

" منگوا لینا۔"اس نے گویا طوہن و کرہن اجازت دی تھی۔سعد کے انداز سے واضح نظر آرہا تھا کہ اس کا کلپنا سے ملازم ہونے کے علاوہ بھی کچھ تعلق تھا۔بلکہ اس بارے بھی فلم انڈسٹری میں کافی چہ میگوئیاں ہو رہی تھیں۔مگر شوبز سے منسلک لڑکیوں کے لیے یہ باتیں روزمرہ کا حصہ ہوتی ہیں اس لیے کلپنا نے اس بارے کبھی سر درد نہیں لیا تھا۔

وہ باتیں کرتے ہوئے سیٹ پر پہنچ گئے تھے۔ وہاں بھی یہی موضوع چھڑا ہوا تھا۔کلپنا کو دیکھتے ہی تمام خاموش ہو گئے تھے۔کلپنا نے لبادہ اتارا ،نیچے اس نے رانوں تک آتا ہوا سکرٹ پہن رکھا تھا۔شیکھر کے پاس بیٹھ کر وہ سیٹ تیار ہونے کا انتظار کرہی تھی۔ فلم کا ہیرو بالکل نیا تھا اس لیے وہ کلپنا سے پہلے وہاں موجود تھا۔ڈانس ماسٹر ،کلپنا کو ڈانس کے سٹپ بتانے لگا۔

منظر ایک بڑے ہال کا تھا جس میں ہزاروں ناظرین کے سامنے ہیرو ،ہیروئن ڈانس کرنے والے تھے۔یوں بھی کلپنا ایک منجھی ہوئی رقاصہ تھی۔چونکہ تمام گانا اسی سٹیج پر فلمایا جانا

تھا اور ہیرو، ہیروئن نے لباس بھی تبدیل نہیں کرنا تھا اس لیے چند گھنٹوں میں گانے کی عکس بندی کر لی گئی۔ سب سے بڑا مسئلہ ہیرو کے ساتھ پیش آرہا تھا جو کلپنا جیسی منجھی ہوئی رقاصہ کا ساتھ نہیں دے پا رہا تھا۔ اسی کی وجہ سے منظر بار بار "ری ٹیک۔" ہو جاتا۔اس کارروائی میں تین گھنٹے لگ گئے تھے۔کلپنا نے وہاں سے میک اپ روم کا رخ کیا کیوں کہ اسے ایک اور منظر کی عکس بندی کے لیے تیار ہونا تھا جو دوسری فلم کا تھا۔ میک اپ روم میں وہ ایک کاغذ پر لکھے اگلے منظر کے مکالمے دہراتی رہی۔گھنٹے بعد وہ میک اپ روم سے نکلی تو سرخ رنگ کے غرارے میں ملبوس ،دلھن کے گہرے میک اپ میں تھی۔

سعد اس کا منتظر تھا۔وہ اس کی معیت میں سیٹ پر پہنچی۔اس مرتبہ ایک مندر کا منظر تھا جہاں اس کی شادی کا منظر فلمایا جا رہا تھا۔فلم کاڈائریکٹر کافی دیر سے اس کا منتظر تھا۔ فلم میں جلوہ گر ہونے والا ہیرو بھی اس کا ہم عصر ہی تھا۔وہ ہیرو کے ساتھ مل کر آگ کے گرد چکر کاٹنے لگی۔ پروہت اونچی آواز میں اشلوک پڑھ رہا تھا۔ وہ پانچ پھیرے ہی لگا پائے تھے کہ اچانک وہاں ولن کی آمد ہوئی۔ وہ اپنے چمچوں کے ساتھ قہقہے لگاتا ہوا وارد ہوا اور ہیروئن کے باپ کو للکارتا ہوا بولا ....

"شنکر داس ،کہا تھا نا رسونتی کی شادی صرف رگھو ہی سے ہو گی۔"

"کٹ "کی آواز آئی اورولن ہدایت کار کی طرف دیکھنے لگا۔

"منوہر ،اپنی آواز میں رعب داب لاؤ یار ،کیا بکری کی طرح میں میں کر رہے ہو۔" منوہر ،ولن کا اصل نام تھا۔

منظر دوبارہ شروع ہوا۔اور دو تین بار "ری ٹیک" ہونے کے بعد منوہر صحیح انداز میں فقرہ کہہ پایا تھا۔اور "کٹ "کی آواز کے بغیر وہ منظر جاری رہا۔

لڑکی کے باپ شنکر داس نے ہاتھ باندھ کر کہا۔"میں بنتی کرتا ہوں رگھو اس شادی کو برباد نہ کرو۔"

"بکواس بند کرو بڑھے ،تم نے رگھو کی دھمکی کو مذاق سمجھا تھا۔لے اب نتیجہ بھگت۔"یہ کہتے ہی اس نے اپنے آدمیوں کو اشارہ کیا اور وہ مسلسل فائرنگ کرنے لگے۔دلھن کے سوا تمام خون سے لال ہو گئے تھے۔دلھا بھی چھاتی میں گولیوں کا برسٹ کھا کر پیٹھ کے بل گرا ہوا تھا۔رگھو کے اشارے پر اس کے ایک غنڈے نے چیختی چلاتی ہیروئن کوزبردستی کندھے پر اٹھا لیا۔اس کے ساتھ ہی اونچی آواز میں۔"کٹ۔"پکارا گیا۔اور تمام گرے

ہوئے افراد اٹھ کر مسکرانے لگے۔وہ منظر کامیابی سے فلما لیا گیا تھا۔اگلا منظر صرف کلپنا اور رگھو کے آدمیوں کا تھا۔

دس پندرہ منٹ بعد وہ منظر فلمایا جانے لگا۔ایک آدمی نے کلپنا کو کندھے پر اٹھایا اور وہ چیختی چلاتی ان سے جان چھڑانے کی کوشش کرتی رہی۔باہر غنڈوں کی جیپیں تیار کھڑی تھیں۔مندر کی سیڑھیاں اتر کر کار تک جانے کے منظر کو چار بار ری ٹیک کیا گیا تب جا کراس منظر کو کامیابی کی سند ملی۔

کلپنا سخت تھک گئی تھی ،مگر اس کا کام ابھی تک ختم نہیں ہوا تھا۔ایک دوسرے سٹوڈیو میں جاکر اس نے ایک اور فلم کی شوٹنگ میں حصہ لینا تھا۔میک اپ روم میں جاکر اس نے سرعت سے لباس تبدیل کیا اس دوران سعد اس کے لیے کار لگو چکا تھا۔وہ سعد کے ساتھ عقبی نشست پر بیٹھ گئی۔ڈرائیور کے ہمراہ ایک ہتھیار بردار شخص بھی بیٹھا تھا۔کلپنا کے بیٹھتے ہی ڈرائیور نے کالے شیشوں والی کار آگے بڑھادی۔

”یہ لیں میڈم۔“سعد نے پیک شدہ برگر اس کی جانب بڑھایا۔مسلسل شوٹنگ میں مصروف ہونے کے باعث اسے دن کا کھانا یونھی چلتے پھرتے ہی کھانا پڑتا تھا۔

کار کے آگے بڑھتے ہی کلپنا کے موبائل فون پر کسی کی کال آنے لگی۔سعد نے سکرین پر نظر دوڑا کر موبائل فون اس کی جانب بڑھا دیا۔سکرین پر موہن لکھا ہوا نظر آرہا تھا۔"یہ پہلے بھی کال کر چکا ہے ،اس وقت آپ شوٹنگ میںمصروف تھیں۔"

دانتوں سے کاٹے برگر کا ٹکڑا نگلتے ہوئے اس نے موبائل فون کان سے لگالیا۔

"ہیلو۔"

"ارے میڈم آپ نے مصروفیت میں ہم غریبوں کو بھلا ہی دیا ہے۔"سپیکر سے ابھرتی ہوئی استہزائیہ آواز ظاہر کر ہی تھی کہ کال کرنے والے کے نزدیک کلپنا کی حیثیت عام آدمی سے بڑھ کر نہیں تھی۔

وہ نپے تلے الفاظ میں بولی۔"موہن صاحب !....معذرت خواہ ہوں قسط کی ادائی میں تاخیر ہوئی۔ لیکن مجھے ہفتہ ڈیڑھ مزید چاہیے ہو گا۔"

"اب یوں تو نہ کہیں میڈم ،یقیناآپ ہمیں سختی پر مجبور کر رہی ہیں۔"موہن کے لہجے میں شامل دھمکی نہایت واضح تھی۔

وہ لجاجت سے بولی۔" پہلے کبھی تاخیر ہوئی ہے۔"

"آپ جانتی تو ہینکہ انتظار کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ہمارے کاروبار میں دنوں کے حساب سے سود لگتا ہے۔"

"جی موہن صاحب ،مجھے سب معلوم ہے لیکن ان دنوں تھوڑا کڑا وقت آیا ہوا ہے اور میرا خیال ہے ڈیڑھ ہفتہ اتنا زیادہ تو نہیں ہوتا۔"

"مجھے پتا چلا ہے کہ آپ نے ایک ساتھ آٹھ نو فلمیں سائن کی ہوئی ہیں اور ہر فلم کا آدھا معاوضا آپ ایڈوانس وصول کرتی ہیں۔ایک فلم کے سات کروڑ لینے والی نمبر ون ہیروئن کے لیے دس کروڑ کیا معنی رکھتے ہیں۔"یقینا اسے کلپنا کے بارے اچھی خاصی معلومات تھیں۔

"میں نے صرف آپ کا نہیں اور بھی کئی افراد کا قرض ادا کرنا ہے۔آپ یہ بتائیں کہ ہفتے ڈیڑھ کی گنجائش کریں گے یا نہیں ؟"

موہن شیطانی انداز میں بولا۔"ٹھیک ہے ،لیکن اس کے لیے آپ کو ایک دو رات کا انعام میری جھولی میں ڈالنا ہوگا۔"

کلپنا کے چہرے پر غصہ نمودار ہوا ،مگر جب بولی تو یہ غصہ اس کے لہجے سے غائب تھا۔

"موہن صاحب ،معذرت ساتھ کہوں گی کہ میں ایسی ویسی لڑکی نہیں ہوں۔"

"کوئی بات نہیں۔"موہن اطمینان بھرے لہجے میں بولا۔"دس کروڑ کی قسط ہے جس پر روزانہ کے حساب سے دس لاکھ سود ادا کرنا ہوگا۔"

کلپنا نے گہرا سانس لیتے ہوئے بے ساختہ آنے والے غصے کو برداشت کیا۔"آپ زیادتی کر رہے ہیں سر۔"

وہ ترکی بہ ترکی بولا۔"میں یا آپ۔"

وہ بادل نخواستہ بولی۔"ٹھیک ہے ،دو ہفتے بعد آپ کو گیارہ کروڑ چالیس لاکھ مل جائیں گے۔ لیکن اگلی قسط کا وقت دو ہفتوں بعد ہی شروع ہو گا۔"

"بالکل بھی نہیں۔"موہن حتمی لہجے میں بولا۔"یہ دوہفتے اگلی قسط سے منہا نہیں کیے جا سکتے۔ہر قسط مقررہ وقت ہی پر ادا ہو گی۔"

"چلو اس متعلق بعد میں بات کر لیں گے۔" وہ سٹوڈیو کے گیٹ میں داخل ہو رہے تھے اس لیے کلپنا نے اس مسئلے کو وقتی طور پر ٹال دیا تھا۔اور موہن نے مزید کچھ کہے رابطہ منقطع کر دیا۔

ڈرائیورکار پارکنگ کی طرف لے گیا۔سعد کلپنا کو مخاطب ہوا۔"میڈم ،اس ڈانسر کے شو کی دو ٹکٹ منگوا لیے ہیں۔"

اوپر نیچے سر ہلاتی وہ کار سے باہر نکلی ،ادھ کھایا برگر اس نے وہیں سیٹ ہی پر چھوڑ دیا تھا۔

***

شوٹنگ ساڑھے آٹھ بجے کے قریب ختم ہوئی تھی۔وہ سخت تھک چکی تھی۔ایک ساتھ نو دس فلموں میں کام کرنا اتنا آسان بھی نہیں تھا۔گھر واپس جاتے ہوئے وہ سعد کو بولی۔"شاید میں شو دیکھنے نہ جاسکوں۔ کھانا کھا کر آرام کروں گی۔ تم اکیلے ہی چلے جانا ،ہو سکے تو کوئی وڈیو وغیرہ بنا کر لے آنا ، دیکھ کر میں اپنی ہم شکل کا دیدار کر لوں گی۔"

سعد نے اس کی معلومات میں اضافہ کرتے ہوئے کہا۔"آج سہ پہر کی خبروں میں دو تین ٹی وی چینلز پر آپ کی ہم شکل کے ڈانس کی جھلک دکھائی گئی ہے ،میں نے پہلی بار اسے دیکھا ہے۔ ہو بہ ہو آپ کی کاربن کاپی لگتی ہے۔"

کلپنا مسکرائی۔"میری ہم شکل ہونے کا اسے اتنا فائدہ تو ملنا چاہیے کہ خبروں میں دکھائی جائے۔"

چوکیدار نے کلپنا کی کار کوپہچانتے ہی دروازہ کھول دیا تھا۔کار کے رکتے ہی وہ نیچے اتری، سعد اس کے ساتھ ہی چل پڑا تھا۔

ڈرائینگ روم سے گزر کر خواب گاہ کی طرف بڑھتے ہوئے سعد نے کہا۔"منوہر پروڈکشن ، گنگا جی انٹر ٹیمنمنٹ اور سکائی لائن پکچرز کی طرف سے فلموں کی آفر ہوئی ہے۔اگلے ہفتے میں ایک دو روز کے فرق کے ساتھ تینوں فلموں کا مہورت ہے۔"

وہ بغیر سوچے اطمینان سے بولی۔"تینوں فلمیں سائن کر لو۔"

سعد معترض ہوا۔"یونھی کہانی پڑھے بغیر۔"

"کل سکرپٹ منگوا کر دیکھ لو ،اگر سیکس وغیرہ کے مناظر کی زیادہ ڈیمانڈ ہو تو معاوضہ بڑھا دینا ،مناظر پر اعتراض نہ کرنا اور ایڈوانس کے لیے ساٹھ کے بجائے ستر فیصد پر زور دینا۔"

"آپ کا شیڈول پہلے ہی بہت سخت ہے ،مزید تین فلموں کی گنجائش نکالنا بہت دشوار ہو گا۔" وہ خواب گاہ میں داخل ہوچکے تھے۔سعد کے لہجے میں بھی کسی ملازم کے بجائے چاہنے والے کی سی فکر چھپی تھی۔

وہ ایک مڑتے ہوئے اس کی بانہوں میں جھول گئی۔"کیا کروں سعدی ،آخر ماضی کی غلطیوں کو بھی سدھارنا ہوگا۔"

اس کے چہرے پر ملائمت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ وہ فکر مندی سے بولا۔"چاند سا چہرہ

مسلسل کام کرنے سے مرجھا گیا ہے ،تم وقت پر کھاتی پیتی بھی نہیں ہو آخر کب تک

یونھی چلتا رہے گا۔"

اس نے سعد کے کشادہ سینے میں منھ چھپاتے ہوئے کہا۔"سعدی، بہت تھک چکی ہوں۔ آرام کرنا چاہتی ہوں ،تمھارے ساتھ بہت سا راوقت گزارنا چاہتی ہوں لیکن حالات ذرا سی بھی اجازت نہیں دے رہے۔"

"سب ٹھیک ہو جائے گا میری جان ،میرے بس میں ہو تو تمھاری تکلیفیں لے کر اپنی زندگی کی ساری خوشیاں ،سکون اور آرام تمھارا مقدر کر دوں۔"

"کاش میں کہہ سکتی کہ مجھے یہاں سے بہت دور لے جاؤ،ایسی جگہ جہاں بس تم اور صرف تم ہی مجھے نظر آؤ۔"بالی وڈ کی صف اول کی اداکارہ کے لہجے میں چھپی کسی دیہاتی عورت کی روح بول رہی تھی۔ سکرین پر اس کے حسن کے جلوے دیکھ کر لاکھوں کروڑوں دل حسرت بھرے ٹھنڈے سانس لے کر رہ جاتے انھیں معلوم نہیں تھا ہنستی، مسکراتی شوخ و چنچل اداکارہ کن الجھنوں اور بکھیڑوں کی دلدل میں گردن گردن دھنسی تھی۔

سعد نے فوراََ شکوے کے انداز میں کہا۔"ایسا تو میں کئی بار کہہ چکا ہوں ،مگر نہ تو تم اسلام قبول کرنا چاہتی ہو اور نہ میرے ساتھ بھاگنا چاہتی ہو۔"

وہ روہانسی ہو کر بولی۔"سعدی ،تم جانتے تو ہو کہ موہن داس کے ہاتھ کتنے لمبے ہیں وہ دنیا کے کسی کونے میں ہمارا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔باقی مجھے اسلام قبول کرنے میں کوئی مسئلہ نہیں ہے مگر ہندو شدت پسند تنظیمیں میرا جینا حرام کر دیں گی۔دیویا بھارتی نے بھی تو اسلام قبول کرنے کی غلطی کی تھی ،دیکھا کیا سلوک ہوا تھا بے چاری کے ساتھ۔پہلے ہی اتنی بکھیڑوں میں پڑی ہوں ایک نیا محاذ کھڑا ہو جائے گا۔"

"اچھا کھانا کھا کر آرام کرو ، میں چلتا ہوں۔" سعد کے پاس اس کی بات کو کوئی جواب نہیں تھا۔ اس کی دونوں آنکھوں اور ماتھے پر باری باری مہر محبت ثبت کرتاہوا وہ باہر نکل گیا۔ وہ بس تمنا ہی کر سکتا تھا کہ کلپنا بلکہ ان دونوں پر آیا کڑا وقت ٹل جائے۔

★★★

گنیش جی ڈراما کمپنی کے تھیٹر ہال میں تل دھرنے کو جگہ نہیں تھی۔ شاید پورا ممبئی شہر ہی امڈ آیا تھا۔ اور اس کی وجہ گنیش جی پروڈکشن کا مزاحیہ ڈراما نہیں ،ڈرامے کے انٹرول میں دکھایا جانے والا رقص تھا۔ مست گانوں کی دھن پر تھرکنے والی ثانیہ جمیل نہ صرف انڈین انڈسٹری کی نمبر ون ہیروئن کلپنا اگنی ہوتری کی ہم شکل تھی ،بلکہ اس کی طرح ماہر رقاصہ بھی تھی۔ کافی لوگ تو اسے کلپنا سے بھی اچھی رقاصہ مان رہے تھے۔ البتہ اس سے بات چیت کرنے والوں کا کہنا تھا کہ بول چال میں ثانیہ جمیل مار گئی تھی۔ کیوں کہ اس کا لہجہ بالکل گنواروں کا سا تھا۔ انگلش تو چھوڑو وہ صحیح طریقے سے ہندی بھی نہیں بول سکتی تھی۔

وہ ایک دم ہی نمودار ہوئی تھی اور گزشتا ایک ہفتے سے یہاں پرفارم کر رہی تھی۔ چھوٹے موٹے فلم سازوں کی طرف سے دوسرے ہی دن اسے فلم کی آفر ہو گئی تھی۔ لیکن اس

کے دو مسٹنڈے اور بداخلاق بھائیوں نے وہ آفر فلمسازوں کے منھ پر دے ماری تھی۔وہ اپنی بہن کو فلمی دنیا سے دور ہی رکھنا چاہتے تھے۔ شروع کے دو دنوں میں انھوں نے نہایت معمولی معاوضے پرتھیٹر کمپنی کے ساتھ دو دونوں کا معاہدہ دستخط کیا تھا۔ گنیش جی ڈراما کمپنی کا مالک سندر چاولہ ،ثانیہ کی کلپنا سے مشابہت کی وجہ سے راضی ہوا تھا۔پہلے دن تو ان کا شو عام روزمرہ کی طرح ہی چلا تھا۔ البتہ اگلے دن دوپہر تک ہی سارے ٹکٹ نکل گئے تھے۔ثانیہ کی عوام میں پذیرائی کو دیکھتے ہی اس نے معاہدے میں توسیع کی غرض سے ثانیہ کے بھائیوں سراج اور امان سے بات کی مگر دونوں نے انکار میں سر ہلا دیا۔ان کا تعلق خانہ بدوش قبیلے سے تھا اور تینوں بہن بھائی مادری زبان میں بات کرتے تھے۔وہ خانہ بدوش تھے۔ تہذیب وہ تمدن ان میں نام کو بھی نہیں تھا۔

سراج نے کہا۔"لالہ جی، تیئں پرانے معاوضا نوں تے بھُل ہی جاؤ۔"(آپ پرانے معاوجے کو تو بھول ہی جائیں)

تھیٹر کمپنی کا مالک سندر چاولہ حاتم طائی کی قبر پر لات مارتے ہوئے بولا۔"اس میں اڑی کرنے کی کیا ضرورت آپ ڈیڑھ گنا لے لینا۔"

دونوں بھائیوں نے بلند بانگ قہقہہ لگایا۔ سراج بولا۔ "اڑی ،اس توندس گنا معاوضا تے دوسری تھیٹر کمپنی دے ری آ۔" (ارے اس سے دس گنا معاوضا تو ایک دوسری کمپنی دے رہی ہے)

سندر چاولہ نے غصے سے کہا۔ "تمھارا دماغ ٹھیک ہے۔"

"تم چلتے پھرتے نظر آؤ ،ہمیں اور بھی کئی کام کرنے ہیں۔" امان مادری زبان ہی میں بات کررہاتھا۔

سندر چاولہ کی سمجھ میں فوراََ ہی آگیا تھا کہ وہاں اس کی دال گلنے والی نہیں تھی یقینا دونوں بھائیوں کو کوئی باعلم ہستی پٹی پڑھا چکی تھی۔ کلپنا جیسی نمبر ون ہیروئن کی ہم شکل چند ہزار پر رقص کے جلوے نہیں بکھیر سکتی تھی۔اس نے فوراََ ہی لہجہ تبدیل کیا ....

"آپ لوگ تو ناراض ہی ہونے گے ہیں۔ابھی تک ہماری بات مکمل نہیں ہوئی۔"

"ہمارا وقت بہت قیمتی ہے جناب ،اگر آدھے گھنٹے کی پرفارمنس کے دو لاکھ دے سکتے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ خدا حافظ۔"

"مم ....مگر یہ توبہت زیادہ معاوضا ہے۔" سندر چاولہ ہکلا گیا تھا۔

سراج اطمینان بھرے لہجے میں بولا۔"ہمیں ایک اور کمپنی کا مالک اتنی ہی آفر کر چکا ہے۔"

"دیکھیں دو لاکھ بہت زیادہ ہیں ،ایسا کرتے ہیں آدھے گھنٹے کے آپ کوایک لاکھ دے دیا کروں گا۔اس سے زیادہ معاوضا دینا میرے بس سے باہر ہے۔"

اچانک سراج کے موبائل فون کی گھنٹی بجی۔کال وصول کرتے ہوئے اس نے موبائل فون کان سے لگایا۔"ہیلو ...."

دوسری طرف کی بات سن کر اس نے کہا۔"ہاں جی میں سراج جمیل بول رہا ہوں۔ثانیہ میری چھوٹی بہن ہے۔"

چند لمحے دوسرے کی باتیں سننے کے بعد اس نے کہا۔"سندر صاحب کو معاہدہ ختم ہونے کا بتا کر میں آپ کو مطلع کرتا ہوں۔"

رابطہ منقطع کر کے وہ امان کی طرف متوجہ ہوا۔"ممبئی فن سیوک ڈراما کمپنی کامالک پرتاپ سنگھ بات کر رہا تھا ....آدھے گھنٹے کااڑھائی لاکھ بتا رہا ہے۔"

امان کے کچھ کہنے سے پہلے سندر چاولہ جلدی سے بولا۔"اچھا ٹھیک ہے آدھے گھنٹے کے دو لاکھ روپے طے ہو گئے۔"

دونوں بھائیوں کے منھ سے قہقہہ ابل پڑا۔امان بھائی کو مخاطب ہوا۔"پرتاب سنگھ کو ہاں کر دو ، ان تلوں میں تیل نہیں ہے۔"

"ٹھیک ہے بھائی۔"سراج نے موبائل فون اٹھایا۔مگر اس کے نمبر ڈائل کرنے سے پہلے سندر چاولہ ہار مانتے ہوئے مرے مرے لہجے میں بولا۔"ٹھیک میں اڑھائی لاکھ دے دیا کروں گا۔"

دستخط کراتے وقت اس نے چھے ماہ کا معاہدہ طے کرنا چاہا تھا۔لیکن دونوں بھائی بڑی مشکل سے ایک ماہ پر راضی ہوئے تھے۔

متبادل

قسط نمبر2

ریاض عاقب کوہلر

سندر چاولہ نے اسی دن نہ صرف ٹکٹ کی قیمت میں اضافہ کر دیا تھا بلکہ ہال میں مزید سو ڈیڑھ سو کرسیاں بھی لگا دی تھیں۔اس کے باوجود ہال میں مزید لوگوں کے آنے کی گنجائش نہیں رہی تھی۔ درجنوں آدمی تو کرسی نہ ملنے کے سبب ہال کی دیواروں کے ساتھ لگے کھڑے تھے۔تمام بیزاری اور کوفت بھرے انداز میں سستے فنکاروں کے بوگس مکالمے سن رہے تھے۔انھیں شدت سے ثانیہ جمیل کا انتظار تھا۔سعد بھی اس وقت تھیٹر ہال میں موجود تھا۔کلپنا کے نہ آنے کی وجہ سے وہ اپنے ہمراہ ایک دوست کو لے آیا تھا۔تھیٹر

میں اسے فلمی دنیا سے متعلق کافی لوگ نظر آئے تھے۔تمام کا مطمع نظر ثانیہ کی دید ہی تھا۔

اور پھر انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں۔ڈرامے میں وقفہ آیا۔اور تمام کی بے تاب نظریں سٹیج کی جانب متوجہ ہو گئیں۔سامنے کے پردے گرائے جا چکے تھے۔ہلکے انداز میں خوب صورت ساز بجنے لگے۔ دھیمے سروں میں بجنے والے سازوں کے ساتھ پازیب کی کھنک ابھری اور ایک دم پردے اٹھا لیے گئے۔ سٹیج پر موجود لڑکی کی پیٹھ تماشائیوں کی جانب تھی اور وہ اپنے بائیں پاؤں کے پنجے کو خاص انداز میںفرش سے ٹکرا کر پاؤں میں پہنی پازیب کی چھنکار کو مدہم ساز سے ملانے کی کامیاب کوشش کر رہی تھی۔ساز تھوڑے تیز ہوئے دونوں پاؤں باری باری اٹھا کر فرش پر مارتے ہوئے ایک دم اس نے اپنا رخ تماشائیوں کی جانب موڑا مگر اس کے ساتھ اندھیرا چھا گیا تھا۔ساز مزید تیز ہوئے اور اچانک ہی تیز روشنی کی لکیر اس لڑکی پر پڑی۔وہ مسکرا رہی تھی۔دیکھنے والوں کے سامنے کلپنا کھڑی تھی ،وہی قد ،وہی جسامت ،وہی چہرہ ،ویسی ہی دل موہ لینے والی مسکراہٹ۔تھیٹر ہال بلند سیٹیوں سے گونج اٹھا تھا۔روشنی کی لکیر نے پھیل کر تمام سٹیج کو روشن کردیا تھا۔ ساز مزید تیز ہوئے اور وہ خوب صورت انداز میں لہرانے لگی۔اس کا رقص شاید کلپنا اگنی ہوتری سے

بھی زیادہ خوب صورت تھا۔ لیکن وہ جتنی بھی ماہر رقاصہ ہوتی آخر تھی تو نقل۔ اسے جتنی پذیرائی مل رہی تھی وہ کلپنا کی ہم شکل ہونے کی وجہ سے مل رہی تھی۔

"یہ تو بالکل ہی تیرے والی کی نقل ہے۔" سعد کے ساتھ بیٹھے اس کے دوست شاہ زیب نے سرگوشی کی۔

"ٹھیک کہہ رہے ہو یار، ذرا سا بھی فرق نظر نہیں آرہا۔" سعد نے اثبات میں سر ہلایا۔ "اگر میڈم کو میں تھوڑی دیر پہلے گھر چھوڑ کر نہ آرہا ہوتا تو صاف کہہ دیتا کہ یہ میڈم کلپنا ہی ہے۔"

"میڈم تو وہ دوسروں کے لیے ہے، تمھارے لیے تو چندا ہے نا۔" شاہ زیب نے اسے چھیڑا۔

واضح نظر آرہا تھا کہ ان دونوں کی پریم کتھا شاہ زیب سے چھپی نہیں تھی۔ بلکہ شاہ زیب کیا اندرونِ خانہ کافی لوگ اس بات سے واقف تھے۔

سعد نے منھ بناتے ہوئے کہا۔ "بکواس نہ کرو یار۔"

شاہ زیب اس کی ناگواری کو نظر انداز کرتے ہوئے بولا۔"ویلے ،میرا مشورہ تو یہی ہے کہ اسے چھوڑو ،ثانیہ کو پکڑو، مسلمان بھی ہے اور غریب بھی۔میڈم کلپنا کے تو ہمیشہ نیچے گے رہو گے۔"

سعد صاف گوئی سے بولا۔"بات شکل کی نہیں روح کی ہوتی ہے۔ثانیہ جمیل کے نزدیک میں ایک عام تماش بین ہوں اور کلپنا کے لیے سب کچھ۔باقی ثانیہ کے بھائیوں کے متعلق پتا چلا ہے کہ وہ اس کے قریب کسی مرد تو کیا غیر عورت کو بھی نہیں پھٹکنے دیتے۔سنا ہے بے چاری صحیح طریقے سے بات ہی نہیں کر سکتی۔ غیر مردوں کو دیکھ کر تو بالکل ہی گھبرا جاتی ہے۔"

"صحیح کہہ رہے ہو یار ،خالی شکل کا ایک جیسا ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا۔"شاہ زیب فوراََ ہی متفق ہو گیا تھا۔

آدھا گھنٹا گزرنے کا پتا ہی نہیں چلا تھا۔ایک دم ساز دھیمے ہوئے اور ثانیہ کا لچکتا ، بل کھاتا خوب صورت سراپا تھم گیا۔ناظرین کی طرف رخ کر کے اس نے ہندوؤں کے انداز میں دونوں ہاتھ بندھے اور جھک کر آداب کہنے لگی۔صاف نظر آرہا تھا کہ وہ اپنی ہر ادا میں

کلپنا کی نقالی کر رہی تھی۔یقیناً اسے تربیت دینے والے نے کلپنا کی ہر حرکت اور انداز اسے سکھایا تھا۔یا شاید کلپنا کی وڈیوز وغیرہ دیکھ دیکھ کر اس نے یہ سب سیکھ لیا تھا۔

تالیوں اور سیٹیوں کی آواز سے تھیٹر ہال کی چھت اڑنے والی ہو گئی تھی۔تماشائی شور کرنے لگے کہ وہ لوگوں سے بات چیت کرے۔ایک آدمی اس کے لیے مائیک لے کے آیا اور مائیک تھامتے ہی اس کا چہرہ تبدیل ہو گیا تھا۔یوں جیسے وہ خوف زدہ ہو گئی ہو۔

”آپ ....آپ ....ساریاں نوں دھنے واد....میں تمھاری ثانیہ جمیل ....“ اس نے ہندی میں بات کرنے کی کوشش کی اور ناکام ہو کر مادری زبان بولنے لگی۔مادری زبان میں بات کرتے ہوئے بھی اس کی زبان لڑکھڑا رہی تھی۔مختصر فقرہ کہہ کر وہ پیچھے کو چل دی۔

تماشائی۔”ہائے ....قربان ....کہاں جارہی ہو جانِ من ....افف تیری ادائیں ....“ اور نہ جانے کیا کیابکواس کرنے پر شروع تھے۔اس کے غائب ہوتے ہی ڈرامے کا بقیہ حصہ شروع ہوا مگر تماشائیوں کی بڑی تعداد ہال سے نکلنا شروع ہو گئی تھی۔دس پندرہ منٹ بعد دو تین سو آدمی ہی رہ گئے تھے باقی افراد ہال سے نکل گئے تھے۔سعد بھی اپنے دوست شاہ زیب کے ساتھ وہاں نکل آیا تھا۔

★★★

اگلا دن سعد سٹوڈیو کے اندر ہی نئی فلموں کے سکرپٹ پڑھتا رہا۔اس سے پہلے کلپنا خود ہی باریک بینی سے آفر کی فلموں کے سکرپٹ پڑھا کرتی۔اور فلم کا چناؤ بہت محنت اور عرق ریزی سے کیا کرتی۔یہی وجہ تھی کہ اس کے کیرئر میں کامیاب فلموں کی تعداد بہت زیادہ تھی ،لیکن اب معاشی بدحالی کا شکار ہونے کے بعد اس کی توجہ صرف معاوضے پر مرکوز ہو کر رہ گئی تھی۔جوئے کی لت اسے لے ڈوبی تھی۔"کہتے ہیں جواء کسی کا نہ ہوا۔"بڑے بڑے رئیس ،سیٹھ اور نواب جوئے کے ہاتھوں فٹ پاتھ پر پہنچے ہیں۔کامیابیوں کے سفر پر گام زن کلپنا کو بھی دولت کی آمد کے ساتھ ریس کورس کا شوق چرایا تھا۔شروع شروع میں تھوڑے بہت منافع کے حصول کے بعد ایک دن وہ بڑی رقم ہار گئی۔ اور اس ڈوبی ہوئی رقم کی واپسی کے لیے وہ اس دلدل میں مزید دھنستی چلی گئی۔اس میدان میں مصروف عمل پرانے کھلاڑیوں کی نظر ایسی شخصیات ہی پر ہوتی ہے جو ان کے نزدیک سونے کا انڈہ دینے والی مرغی کے مشابہہ ہوتے ہیں۔اس لیے جونھی خطیر رقم ہرانے کے بعد رقم کی واپسی کے لیے بڑا داؤ لگانا چاہا تو قرض دینے والوں نے بغیر کسی ہچکچاہٹ یا تردد کے اس کے سامنے ایک بڑی رقم پھینک دی۔جب تک وہ کچھ سوچنے کے قابل

ہوتی وہ گردن سے اوپر تک قرض کی دلدل میں ڈوب چکی تھی۔اور قرض دینے والے ایسے لوگ تھے جو پیسوں کی واپسی کے طریقہ کار سے خوب واقف تھے۔

سو کروڑروپیا آسان اقساط کی بدولت ایک سو ساٹھ کروڑ کے ہندسے کو چھونے لگا تھا۔ ایک دم سے کلپنا کو لگا کہ اب وہ اپنے لیے نہیں موہن داس وغیرہ ہی کے لیے کمائے گی۔ہر تین ماہ بعد دس کروڑ کی ادائی یقیناً مشکل کام تھا۔وہ ایک فلم کا چھے سات کروڑ لیتی تھی۔اور فلم کی تکمیل میں سال کا عرصہ لگ جاتا تھا۔ شاہانہ زندگی کا خرچ نکال کر اس کے پاس اتنی رقم نہیں بچتی تھی کہ وہ ہر تین ماہ میں دس کروڑ کی خطیر رقم ادا کرسکے۔ یوں بھی وہ صحت کا بہت خیال رکھاکرتی اور دو تین سے زیادہ فلموں میں کام کرنے سے گریز کرتی تھی۔انھی دنوں اس کی زندگی میں سعد کی آمد ہوئی۔پرانے منیجر کو بھاری معاوضے کی ادائی سے قاصر ہوئی اور اس کی متلاشی نگاہیں سعد پر پڑیں جو ایک درمیانی درجے کی اداکارہ کے ساتھ تھا۔اس سے پہلے اس کی چند بار سعد سے ہیلو ہائے ہو چکی تھی اور سعد کی نظروں میں ایک خاص التجا کو پڑھنے میں اسے کوئی دقت نہیں ہوئی تھی۔ اسے تو یوں بھی محبتوں بھرے پیغامات سے واسطہ رہتا تھا۔لیکن سعد میں کوئی خاص بات تھی جس کی توجیہ سے وہ قاصر تھی۔ اور پھر جونھی اس نے سعد کو اپنا منیجر

بننے کی آفر کی، بغیر لمحہ ضائع کیے اس نے آفر قبول کر لی تھی۔ ایک ماہ کے اندر اس کی کوئی بات سعد سے چھپی نہیں رہی تھی۔اسے معلوم ہی نہ ہوا اور سعد اس کے دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا گیا۔اس کے ساتھ ہی سعد نے اس کے سارے کاموں کو یوں سنبھال لیا کہ وہ بہت ساری فکروں سے آزاد ہو گئی تھی۔معاشی بحران کی وجہ سے وہ بہت زیادہ شراب نوشی کرنے لگی تھی۔سعد کی بدولت وہ آہستہ آہستہ شراب سے دور ہٹتی گئی۔اسے قرض کی دلدل سے نکالنے کے لیے بھی سعد نے ہاتھ پاؤں مارنے شروع کر دیے تھے۔

ایک دن وہ اسے کہہ رہا تھا۔"آپ کو معیار کے بجائے مقدار پر انحصار کرنا ہو گا۔"

وہ معترض ہوئی۔"مگر اس طرح میں اپنا مقام کھو دوں گی۔"

"اگر ایک دو اچھی فلموں کے ساتھ پانچ چھے فلاپ فلمیں آجائیں تو مضائقہ نہیں۔تماش بین فلم کی کہانی کے ساتھ فنکاروں کی اداکاری کو بھی مد نظر رکھتے ہیں۔اور سچ تو یہ ہے کہ چھوٹے اور نو آموز اداکاروں کے ساتھ آپ کی ادکاری کچھ زیادہ ہی اجاگر ہو گی۔ایسی صورت میں فلاپ فلم بھی آپ کے مقام پر اثر انداز نہیں ہو سکے گی۔"

"سعدی لگتا ہے کبھی سنبھل نہیں پاؤں گی۔ستر کروڑ بہت بڑی رقم ہے ،مجھے نہیں لگتا اس جنم میں خلاصی نصیب ہو گئی۔بڑی مشکل سے میں ان کی پہلی قسط ادا کر پائی ہوں اوراس کے لیے بھی مجھے مزید قرض لینا پڑا تھا۔"

"سب ٹھیک ہو جائے گا چندا۔"سعد نے اسے کھینچ کر بانہوں میں بھر لیا۔اس کے سینے پر سر ٹیکتے ہوئے اس نے آنکھوں میں آئی نمی کو بہنے کی اجازت دے دی۔وہ خوش قسمت تھی کہ اس غرض کی دنیا میں اسے ایسی بانہیں میسر تھیں جن کی آغوش میں آکر وہ پرسکون ہو جاتی۔ایسا مخلص سہارا موجود تھا جس کے سامنے رو کر وہ اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر لیتی۔ایسا خیال رکھنے والا موجود تھا جسے اس کے کھانے پینے اور آرام کی فکر تھی۔

***

سعد نے فلموں کی شوٹنگ کا سارا شیڈول اس کے سامنے رکھ دیا۔

ٹائم ٹیبل پر نگاہ دوڑاتے ہوئے وہ تھکے تھکے لہجے میں بولی۔"ہفتے میں کوئی چھٹی بھی نہیں آرہی۔"

"ہونہہ!...."سعد نے ہنکارا بھرتے ہوئے کہا۔"بارہ فلمیں ایک ساتھ سائن کرنے کے بعد یقیناً یہ گلا کرنا کچھ جچتا نہیں ہے۔"

نئی فلموں کا ایڈوانس وصول کر لیا ہے۔"

سعد نے اثبات میں سر ہلایا۔"چودہ کروڑ ستر لاکھ میرے پاس ہیں۔"

کلپنا ہنسی۔"تو انھوں نے ستر فیصد ایڈوانس دے دیا ہے۔"

"جی ہاں اور سیٹھ گپتا رام باندرے سے پندرہ کروڑ ایک سال کے لیے مانگے ہیں، کوٹھی کے کاغذات رہن رکھ دیے ہیں سولہ کروڑ واپس کرنے ہوں گے۔"

"کوٹھی کی قیمت آٹھ کروڑ سے زیادہ نہیں ہے اس بنیے سے اس کِرپا کی توقع نہیں تھی۔"

"ایک ہفتے بعد اس کے بیٹے کی شادی ہے۔محفل موسیقی کے دوران چند گانوں پر آپ کو رقص کرنا ہوگا۔"

کلپنا حقارت سے بولی۔"تو یہ سخاوت اس لیے دکھائی ہے۔"

"سوری مجبوری تھی۔"سعد جانتا تھا کہ کلپنا جیسی صف اول کی اداکارہ کے لیے کسی سیٹھ کی شادی میں رقص کرنا کتنا توہین آمیز تھا۔

"مجموعی طور پر کتنی رقم اکٹھی ہوئی ہے۔"کلپنا نے اس کی معذرت پر کوئی رد عمل ظاہر نہیں کیا تھا۔

سعد نے کہا۔"تیس کروڑ سے کچھ اوپر ہی ہے۔"

"اگرکسی طرح مزیدستر کروڑپیدا ہو جائیں تو موہن داس سے ہمیشہ کے لیے جان چھوٹ جائے گی۔یکمشت سو کروڑ کی ادائی سے بقیہ سود ختم ہو جائے گا۔"

سعد دھیمے لہجے میں بولا۔"میرے گھر کا دو کروڑ مل رہا ہے۔"

"فائدہ نظر نہیں آرہا۔"کلپنا نے نفی میں سر ہلایا۔

"تمھارے زیورات ؟"

کلپنا نے مایوسی سے کہا۔"تین چار کروڑ سے زیادہ کے نہیں ہیں۔"

" میری سمجھ میں یہ نہیں آرہا کہ ایک قرض چکانے کے لیے تم مزید قرض کیوں لے رہی ہو آخر دوسروں کو بھی تو قرض واپس کرنا ہوگا۔"

"سعدی ،موہن داس نے سو کروڑ پر چارسال کی مہلت دے کرساٹھ فیصد منافع وصول کر رہا ہے۔اور یہ مہلت بھی ایسی ہے کہ ہر تین ماہ بعد دس کروڑ ادا کرنے ہوں

گے۔جبکہ سیٹھ گپتا رام باندرے نے پندرہ کروڑ پر ایک سال کے لیے صرف سات فیصد منافع طلب کیا ہے اور رقم کی واپسی بھی ایک سال بعد ہونا ہے۔اور جانتے ہو موہن داس نے کیا دھمکی دی ہے ،کہ اگر میں نے مقررہ عرصے کے اندر مطلوبہ رقم واپس نہ کی تو مجھے سال بھر ان کے لیے کام کرنا پڑے گا۔"

"کیسا کام ؟"

"دن کو جو چاہے کروں مگر رات کو جہاں وہ بھیجے گا مجھے جانا پڑے گا۔وہ کمینہ مجھے پہلے بھی یہ آفر کر چکا ہے کہ اگر میں رقم واپس نہیں کرنا چاہتی تو کوئی بات نہیں لیکن بدلے میں مجھے دوسال اس کے اشاروں پر چلنا پڑے گا۔"

سعد کے چہرے پر غصہ نمودار ہوا مگر اس نے کچھ کہنے سے گریز کیا تھا۔دو تین لمحوں کے بعد اس نے زبان کھولی۔

"تین کروڑ کے زیورات ،دو کروڑ کا میرا مکان ،اکتیس کروڑ میرے پاس موجود ہیں۔ اب بھی ہم ہدف سے بہت دور ہیں۔"

کلپنا نے لقمہ دیا۔"میرا خیال ہے اس شیڈول میں دو فلموں کی گنجائش نکل آئے گی۔"

"اپنی حالت دیکھی ہے۔"سعد نے اسے ڈانٹا۔"ہیپاٹائیٹس کی مریض لگ رہی ہو۔"

"تو کیا کروں۔"وہ غصے سے چیخ پڑی تھی۔"اپنی عزت نیلام کر دوں ،کسی فاحشہ کی طرح روزانہ نئے مرد کا پہلو گرم کرتی رہوں۔"

سعد نے اسے ملامتی نظروں سے گھورا مگر کچھ کہنے سے گریز کیا تھا۔

کلپنا نے ایک دم اپنا سر تھاما اور پھر نادم لہجے میں بولی۔"سوری سعدی .... مم....میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا۔"

سعد نے اس کا ملائم ہاتھ تھاما اور چاہت بھرے لہجے میں بولا۔"چندا، کیوں ہلکان ہوتی ہو کہہ دیا نا سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ابھی تک ہفتہ ہے ہمارے پاس اور اس وقت تک کچھ نہ کچھ بندوبست ہو جائے گا۔"یہ کہتے ہوئے وہ اپنے چہرے سے تفکرات کی پر چھائیاں دور نہیں کر سکا تھا۔

کلپنا پھیکے انداز میں مسکرائی۔"کسے دھوکا دے رہے ہو۔"

سعد نے مایوسی سے سر جھکا لیا تھا۔

اس نے موضوع تبدیل کرتے ہوئے پوچھا۔"کیا دھرم تبدیل کیے بغیر میں آپ کی پتنی نہیں بن سکتی ؟"

"نہیں۔"سعد نے نفی میں سر ہلادیا۔کلپنا کو دل کی گہرائیوں سے چاہنے کے باوجود وہ یہ قدم نہیں اٹھا سکتا تھا۔

کلپنا تلخ ہوتے ہوئے بولی۔"تمھیں میری شکل ہی پیاری لگتی ہے نا اور وہ خانہ بدوش رقاصہ میری ہم شکل بھی ہے اور تمھاری ہم مذہب بھی ،میرا خیال ہے اسی کو اپنا لو۔"

سعد ترکی بہ ترکی بولا۔"اگر بات صورت کی ہو تو تم سے کئی خوب صورت بھی مل جائیں گی۔"

کلپنا کھل کھلا کر ہنسی۔"سچ کہوں سعدی ،اگر مجھے کچھ ہو گیا تو تمھیں میرا نعم البدل مل جائے گا۔البتہ تمھیں کچھ ہو گیا تو میں جیتے جی مر جاؤں گی۔"

"بکواس نہ کیا کرو۔"سعد نے اس کاملائم ہاتھ ہونٹوں سے لگاتے ہوئے ڈانٹا۔

"سعدی میں مسلمان بن جاؤں گی مگر اپنا اسلام کسی پر ظاہر نہیں کروں گی۔"آخر اسے یہی تجویز سوجھی تھی۔

سعد نے دھیرے سے سر ہلادیا تھا۔

★★★

رات آدھی سے زیادہ گزرچکی تھی۔ بمبئ کی سڑکوں اور ہوٹلوں میں زنگی اسی رفتار سے جاری وساری تھی جیسے کہ دن کے وقت ہوتی ہے۔البتہ رہائشی کالونیوں اور گھروں میں صرف حفاظتی بتیاں روشن تھیں۔ سفید رنگ کی سوزکی وین ایک کوٹھی کے عقبی دروازے پر آکر رکی۔اس میں ڈرائیور کے علاوہ چارافراد سوار تھے۔چاروں نیچے اترے۔انھوں نے چہرے کالی نقابوں سے ڈھانپے ہوئے تھے۔ڈرائیور نے باہر نکلنے کی کوشش نہیں تھی۔

ایک نقاب پوش نے سائیلنسر لگے پستول کا رخ کھمبے سے لٹکتی سٹریٹ لائیٹ کی طرف کیا۔ ہلکی سی" ٹھک "کے ساتھ ہی بتی کا شیشہ چھناکے سے ٹوٹ گیا تھا۔ گلی میں چھایا ملگجا اجالا ، اندھیرے میں تبدیل ہو گیا تھا۔بتی کے ٹوٹتے ہی دو آدمیوں نے ہاتھ ملا کر پکڑے جبکہ تیسرا پاؤں ان کے ہاتھوں پر رکھ کر اوپر ہوااور لگلے ہی لمحے وہ کوٹھی کی اونچی دیوار پر لیٹا تھا۔چوتھا آدمی بھی تیسرے کی تقلید میں اوپر پہنچا۔اور پھر دونوں نے مل کر نیچے والوں کو بھی اوپر کھینچ لیا تھا۔

چاروں ایک ساتھ نیچے لٹکے اور کوٹھی کے اندر کود گئے۔ سارا کام وہ خاموشی سے کر رہے تھے۔ معلوم یہی ہوتا تھا کہ وہ مکمل منصوبہ بنا کر ہی پہنچے تھے اور ہر ایک کو اپنا کام اچھی طرح معلوم تھا۔

دودو کی ٹولیوں میں وہ دائیں بائیں سے اندرونی عمارت کا چکر کاٹتے ہوئے سامنے پہنچے۔ کوٹھی کے دائیں جانب ملازموں کے کوارٹر موجود تھے۔ اس طرف جانے والے دونوں افراد نے ملازموں کے کوارٹرز کو باہر سے کنڈی کیا اور آگے بڑھ گئے۔ کوٹھی کے سامنے نمودار ہوتے ہی انھیں چوکیدار داخلی دروازے کے ساتھ سٹول پر بیٹھا ہوا نظر آیا۔ اس کا ہتھیار دوتین قدم دور دیوار کے سہارے کھڑا تھا۔ دائیں جانب والے دونوں افراد نے آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے کو اشارہ کیا اور ایک دم چوکیدار کی طرف دوڑ پڑے۔ وہ کاہل انداز میں بیٹھا نیند کو بھگانے کی کوشش کر رہا تھا۔ دوڑتے قدموں کی آواز سنتے ہی اس نے ہڑ بڑا کر ہتھیار کی طرف بڑھنے کی کوشش کی، مگر اس وقت تک دونوں نقاب پوش اس کے سر پر پہنچ گئے تھے۔ بغیر لمحہ ضائع کیے ایک نقاب پوش نے ہاتھ میں پکڑے پستول کا دستہ پوری قوت سے چوکیدار کے سر پر دے مارا۔

وہ۔ "اوغ۔"کی آواز کے ساتھ زمین پر ڈھیر ہو گیا تھا۔ایک نقاب پوش نے جیب سے باریک ریشمی رسی نکال کر اس کے ہاتھ پاؤں باندھ دیے۔داخلی دروازے کے ساتھ ہی ایک چھوٹا سا کمرہ بنا تھا۔چوکیدار کو اسی کمرے میں پھینک کر انھوں نے دروازہ باہر سے کنڈی کیا اور اندرونی عمارت کی طرف بڑھ گئے۔ان کے دونوں ساتھی پہلے ہی اندر داخل ہو گئے تھے۔ڈرائینگ روم میں کھڑے ہو کر انھوں نے چاروں اطراف کا جائزہ لیا۔اس دوران ایک نقاب پوش نے مخصوص کمرے کی جانب اشارہ کیا اور تمام اس طرف بڑھ گئے۔آہستہ سے دھکا دینے پر انھیں دروازہ اندر سے بند ملا تھا۔نسبتاً لمبے نقاب پوش نے ایک درمیانے قد والے کو آگے آنے کا اشارہ کیا۔

سرہلاتے اس نے جیب سے ایک مڑی تڑی تار نکالی اور تالے کے سوراخ میں ڈال کر مخصوص انداز میں چکر دے کر اس نے لاک کھول دیا تھا۔اس کی کارروائی ختم ہوتے ہی لمبے نقاب پوش نے دو آدمیوں کو وہیں ٹھہرنے کا اشارہ کیا اور خود تیسرے کے ساتھ دروازے کو دھکیلتے ہوئے اندر داخل ہوگیا۔

باہر والے دونوں افراددیوار سے ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے تھے۔اچانک ان میں سے ایک کی نظر ڈرائینگ روم میں لگے سی سی ٹی کیمرے پر پڑی۔اس نے فوراً ہی اپنے ساتھی

کو اس طرف متوجہ کیا۔ اسی وقت خواب گاہ کے اندر سے کسی عورت کے چلانے کی آواز آئی تھی۔نیند سے جاگنے پر وہ گھبرا کر چیخ اٹھی تھی۔

"چٹاخ۔"کی آواز ابھری جو کوکسی کو تھپڑ لگنے کا اعلان کررہی تھی اس کے ساتھ بھاری آواز میں اسے خاموش رہنے کا کہا گیا۔اور پھر اس عورت سے تجوری لاک کا کوڈ پوچھا جانے لگا۔

"بھگوان کے لیے ایسا نہ کرو۔"عورت گڑگڑائی۔" بنتی کرتی ہوں، میں برباد ہو جاؤں گی۔"

"بکواس بند کرو۔"ایک اورتھپڑ مارنے کی آواز ابھری عورت شاید تھپڑ کھا کر نیچے گر گئی

تھی۔باہروالے دونوں افراداس شور سے بے پروا خفیہ کیمرے کی طرف متوجہ ہوگئے تھے۔

اسی وقت خواب گاہ کے اندر سے عورت کی حیرانی میں ڈوبی آواز ابھری۔"تم۔"اس نے

شاید اندر موجود کسی کو پہچان لیا تھا۔

باہر موجود نقاب پوشوں میں سے ایک نے ہاتھ میں پکڑا سائیلنسر لگا پستول سیدھا کرتے ہوئے ٹریگر دبایا اور خفیہ کیمرہ ٹکڑوں میں تبدیل ہو کر نیچے گر گیا تھا۔

خواب گاہ کے دروازے کے اوپر چھت میں لٹکے فانوس کے ساتھ بھی ایک کیمرہ نظر آرہا تھا۔پہلی مرتبہ گولی چلانے والے نے دوسری گولی چلا کر اس کیمرے کو بھی تباہ کر دیا تھا۔ خواب گاہ کے اندر عورت انھیں دھمکا رہی تھی کہ وہ انھیں چھوڑے گی نہیں۔شاید وہ اسے تشدد کا نشانہ بنا کر تجوری کھول چکے تھے۔ عورت کا واویلا بلند ہوا اورسائیلنسر گے پستول سے نکلنے والی "ٹھک" کی آواز نے اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چپ کرا دیا تھا۔اگلے پانچ منٹ میں دونوں نقاب پوش باہر نکل آئے تھے۔ دونوں نے مل کر کالے رنگ کے ایک بڑے بیگ کو اٹھایا ہوا تھا۔

لمبے قد والے نقاب پوش نے باہر کھڑے ہوئے دونوں افراد کو کہا۔"کمرے کو آگ لگا دو ،میں کوئی سراغ باقی نہیں چھوڑنا چاہتا۔"

وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے اندر داخل ہوگئے۔بیڈ پر ایک عورت شب خوابی کے لباس میں اوندھی پڑی ہوئی تھی۔ بستر پر خون پھیلا تھا۔کمرے کے ایک کونے میں لگی لوہے کی مضبوط اور بڑی سی تجوری کے دونوں پٹ کھلے تھے اور تجوری میں جھاڑو پھرا ہوا تھا۔

ایک نقاب پوش نے خوب صورت منقش الماری کھول کر اس میں موجود شراب کی بوتلیں باہر نکالیں۔اور شراب عورت کے مردہ جسم ،بستر اور صوفے وغیرہ پر چھڑکنے

لگا۔خواب گاہ میں الکحل کی بو پھیل گئی تھی۔خواب گاہ کے دروازے اور باہر ڈرائیڈنگ روم میں بھی شراب چھڑک کر انھوں نے لائیٹر جلا کر آگ لگائی اور باہر نکل گئے۔ان کے ساتھی صحن میں منتظر کھڑے تھے۔وہ جس رستے سے آئے تھے اسی رستے لوٹ گئے۔البتہ اس مرتبہ ان کے پاس ایک بڑا کالا بیگ موجود تھا جسے دو آدمیوں نے مل کر اٹھایا ہوا تھا یقینا اس میں کروڑوں کی نقدی اور زیورات بھرے تھے۔

★★★

صبح سویرے تہلکہ مچانے والی بریکنگ نیوز اہل ممبئی کی منتظر تھی۔جس کے کانوں تک خبر پہنچتی گئی وہ حیرت سے گنگ ہوتا گیا۔کچھ لوگوں کے تو آنسو نکل آئے تھے۔کچھ ایسے بھی تھے جنھیں اپنے نقصان کی فکر لاحق ہو گئی تھی۔وہ خبر تھی ہی اتنی لرزہ خیز...

انڈین فلم انڈسٹری کی صف اول کی ہیروئن کلپنا اگنی ہوتری کے گھر ڈکیتی کی واردات ہوئی تھی۔ظالم ڈاکوؤں نے خواب گاہ کی تجوری سے رقم اڑانے کے ساتھ کلپنا کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔خواب گاہ کا تمام سامان مع خوب صورت پرکشش بدن والی اس کی مالکہ کے جل کر خاکستر ہو گیا تھا۔اس بارے پولیس مزید تفتیش کر رہی تھی۔
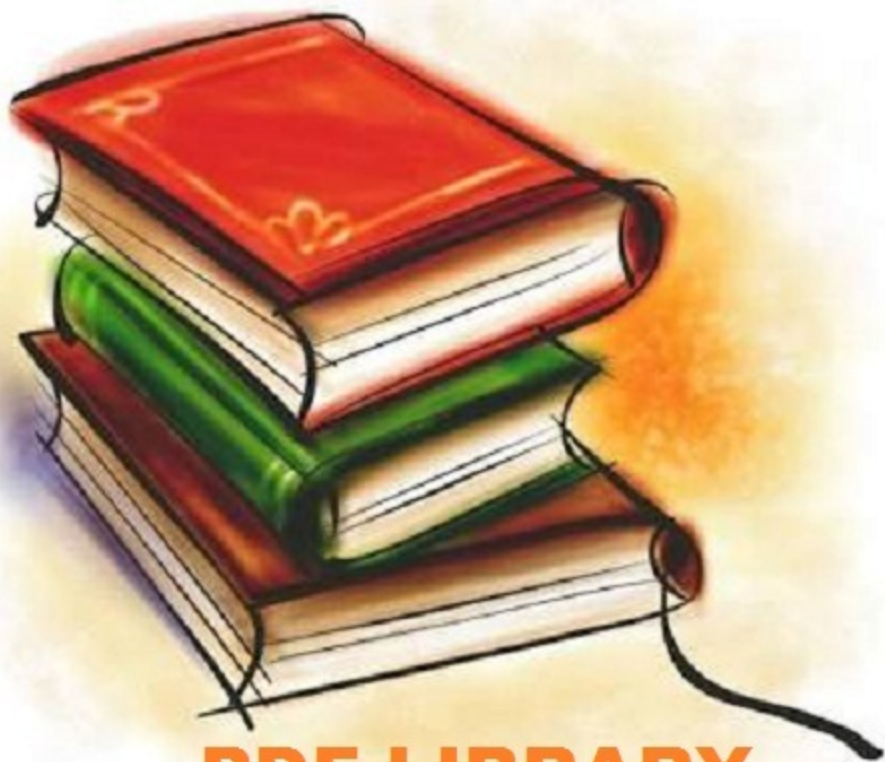
سعد اللہ خان اس وقت آرام سے سو رہا تھا۔اسے اپنے دوست شاہ زیب نے یہ لرزہ خیز خبر سنائی اور اس نے فوراََ ٹی وی آن کیا۔ خبر کی تصدیق ہوتے ہی وہ کلپنا کے گھر کی طرف بڑھ گیا تھا۔ کار میں بیٹھتے ہوئے موہوم سی امید کے سہارے اس نے کلپنا کا موبائل فون نمبر ڈائل کیا مگر آگے سے مخصوص نسوانی آواز میں موبائل فون نمبر کے بند ہونے کا سن کر اس نے مزید کوشش نہیں کی تھی۔ وہاں پولیس کے افسران کے علاوہ فلم انڈسٹری سے تعلق رکھنے والی بڑی بڑی شخصیات موجود تھیں۔ مسلمان ایس پی وقاص حیات میڈیا نمائندوں سے بات کر رہا تھا۔پولیس کو ابتدائی تفتیش ہی میں سی سی ٹی فوٹیج مل چکی تھی جس میں چار نقاب پوش نظر آرہے تھے۔ کلپنا کے چیخنے ، اور گڑگڑانے کی آواز بھی واضح سنائی دے رہی تھی۔اس کے علاوہ ڈاکوؤں نے کوئی سراغ نہیں چھوڑا تھا۔ایس پی وقاص نے آخر میں خود کو اور عوام کو تسلی دینے والا وہی بین الاقوامی فقرہ دہرایا تھا کہ۔"مجرم بچ نہیں سکتے اور وہ جلد ہی پولیس کی حراست میں ہوں گے۔"

انسپکٹر گنپت رائے ایس پی وقاص کے ساتھ مددگار تھا۔انسپکٹر گنپت رائے کے کیرئر میں کافی کامیاب کیس موجود تھے۔ایس پی وقاص بھی خوش قسمتی سے ایک ایمان دار اور محب وطن پولیس والا تھا۔

سعداللہ خان کو گیٹ پر کھڑے پولیس اہلکار نے روکا۔لیکن تعارف کرانے پر اسے اندر جانے کی اجازت مل گئی تھی۔اس کا وحشت زدہ چہرہ اورسرخ آنکھوں سے ہویدا اداسی اس کی دل و دماغی کیفیت کی عکاس تھی۔اسے جاننے والے کلپنا اور اس کے درمیان چلنے والے محبت کی کھیل سے خوب واقف تھے۔

ایس پی وقاص نمائندوں سے فارغ ہو کر اس کی طرف بڑھا۔یقینا ایس پی کو سعد اللہ خان کے کلپنا کے ساتھ تعلق کے بارے بتا دیا گیا تھا۔اور اتنے قریبی آدمی کا شامل تفتیش ہونا ضروری تھا۔

''شکریہ سعد صاحب ،آپ خود ہی یہاں تشریف لے آئے ہیں،ورنہ تھوڑی دیر تک انسپکٹر گنپت رائے نے بیان لینے کے لیے آپ کے پاس پہنچ جانا تھا۔''

سعد دکھی لہجے میں بولا۔''جی ایس پی صاحب ،میں ابھی جاگا ہوں ،ٹی وی پر خبر سنتے ہی بھاگا چلا آیا۔''اس کے لہجے سے صاف معلوم ہو رہا تھا کہ اس نے بڑی مشکل سے آنسو روکے ہوئے ہیں۔

''میرا خیال ہے اندر بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔''ایس پی اسے ساتھ لے کر اندر داخل ہوا۔

ڈرائینگ روم شمشان گھاٹ کا نمونہ پیش کر رہا تھا۔خواب گاہ کا خوب صورت منقش دروازہ

مکمل طور پر جل چکا تھا۔ڈرائینگ روم میں جلنے والی آگ نے باورچی خانے اور کھانے کے کمرے کے دروازوں اور میز کرسیوں کو بھی راکھ میں تبدیل کر دیا تھا۔ مجموی طور پر نچلی منزل میں صرف ایک کمرہ بچا تھا جو انتہائی کونے میں بنا ہوا تھا۔البتہ اوپر کی منزل مکمل طور پر بچ گئی تھی۔اور خفیہ کیمروں کے لیے کمپیوٹر اور ٹی وی سکرینیں وہیں دوسری منزل پر لگی ہوئی تھیں۔وہاں کیمروں کی نگرانی کے لیے ایک کمپیوٹر آپریٹر بھی موجود ہوتا تھا لیکن حادثے کے وقت وہ سویا ہواتھا۔اس کی آنکھ نچلی منزل میں آگ کے خوب بھڑک جانے کے بعد کھلی تھی۔اور اسی نے کال کر کے پولیس اور فائر بریگیڈ والوں کو بلوایا تھا۔لیکن فائر بریگیڈ والوں کے تیزی دکھانے سے پہلے ہی آگ مدہم پڑنے لگی تھی کہ نچلی منزل میں اس کے چاٹنے کو کچھ باقی نہیں بچا تھا۔چوکیدار اور کمپیوٹر آپریٹر سمیت کوارٹر میں موجود تین ملازم بھی زیر حراست تھے۔

دوسری منزل پر لے جا کر ایس پی وقاص نے سعد کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ ”گو آپ کی حالت دیکھتے ہوئے پوچھ گچھ کرنا کچھ مناسب نہیں لگتا،لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ مجرموں کی جلد از جلد گرفتاری کے لیے ہمیں کچھ غیر اخلاقی قدم اٹھانے پڑ جاتے ہیں۔“

سعد نے آہستہ سے سر ہلا کر اس کی تائید کی تھی۔

ایس پی نے سولات کا سلسلہ شروع کیا۔"کل آپ کس وقت یہاں سے رخصت ہوئے تھے۔"

"میں روزانہ میڈم کے ساتھ قریباً آٹھ ساڑھے آٹھ بجے سٹوڈیو سے لوٹتا تھا اور انھیں خواب گاہ تک پہنچا کر گھر چلا جاتا تھا۔گزشتا رات میرا خیال ہے پونے نو بجے میری واپسی ہوئی تھی۔"

مس کلپنا کے ساتھ آپ کے تعلق کی نوعیت ملازم کے علاوہ بھی کچھ تھی ؟"

سعد نے گہرا سانس لے کر سرجھکا لیا تھا۔ایس پی کو لگا وہ آنسو روکنے کی کوشش کر رہا ہے۔جیب سے سفید رومال نکال کر اس نے آنکھوں پر رگڑا اور پھر یونھی سر جھکائے ہوئے زخمی لہجے میں بولا۔"ہم جلد ہی شادی کرنے والے تھے۔"

"کیا تمھیں کسی پر شک ہے ؟"

"شک تب ہوتا ہے جب کوئی دشمن موجود ہو اور میں اس کے کسی دشمن سے ناواقف ہوں۔"

"تمھارے خیال میں اس قتل کا محرک کیا ہو سکتا ہے ؟"

سعد نے انکشاف کیا۔"گزشتا رات خواب گاہ کی تجوری میں قریباً اکتیس کروڑ روپیا نقد اور تین چار کروڑ کے زیورات موجود تھے۔"

"ایک چھوٹی سی تجوری میں اتنی زیادہ رقم کیسے سما سکتی ہے۔"ایس پی نے حیرانی ظاہر کی۔

"پہلی بات تو یہ کہ میڈم کی خواب گاہ میں موجود تجوری چھوٹی سی نہیںہے۔اور دوسرا تمام رقم امریکن ڈالرز کی شکل میں تھی۔"

"اس رقم کے بارے تم دونوں کے علاوہ کس کس کو پتا تھا ؟"

"یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔گزشتا ہفتے میں نے تمام وصولیاں نقد رقم کی صورت میں

کیں ،کیوں کہ میڈم اکاؤنٹ میں پیسے نہیں رکھنا چاہتی تھی۔"

"وجہ ؟"

"وہ پچھلے چند ماہ سے گردن گردن تک قرض میں ڈوبی ہوئی تھی۔قرض کی رقم یکمشت ادا نہ کرنے کی وجہ سے اسے بھاری سود بھی ادا کرنا پڑ رہا تھا۔اور اس سود سے جان چھڑانے کے لیے اسے سو کروڑ نقد کی ضرورت تھی۔تاکہ سود سے اپنی جان چھڑا سکے۔"

"میرا سوال ہنوز تشنہ ہے۔میں نے پوچھا ہے کہ اتنی بڑی رقم اس نے اپنے اکاؤنٹ میں کیوں نہیں رکھی۔"

"اسے ہر تین ماہ بعد دس کروڑ کی بھاری رقم مسٹر موہن داس کو ادا کرنا ہوتی۔اور اس بار وہ قسط کے بجائے قرض کی اصل رقم ادا کر کے اس پر لگنے والے سود سے جان چھڑانا چاہتی تھی۔ اگر وہ اکاؤنٹ میں پیسے رکھتی تو یقینا مسٹر موہن داس تک یہ خبر پہنچ جاتی اور وہ قسط کی وصولی کے لیے میڈم پر زور دیتا۔"

"موہن داس ...."ایس پی نے اس کی جانب سوالیہ نظریں اٹھائیں۔"یہ وہی موہن داس ہے نا ...."

سعد قطع کلامی کرتا ہوا تلخ لہجے میں بولا۔"بالکل وہی ،جس کے بارے پولیس اچھی طرح جانتی ہے لیکن اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی۔"

"یہ بھی خوب کہی۔"ایس پی نے بے بسی سے کہا۔"جانتے بھی ہو کہ کتنے وزیر اس کی مٹھی میں رہتے میں ہیں۔پھر ایسا سوال کرنے ضرورت باقی نہیں رہتی۔بہ ہر حال یہ بتائیں کیا اس قتل کے پس پردہ موہن داس ہوسکتا ہے ؟"

سعد نے نفی میں سر ہلایا۔"اسے قابل نفرت سمجھنے کے باوجود مجھے میڈم کے قتل میں اس کا ہاتھ نظر نہیں آرہا۔ یوں بھی میڈم نے اسے ایک سوستر کروڑ کی ادائی کرنا تھی اور ایک سو سترکروڑکی جگہ پینتیس کروڑ کی وصولی یقیناً احمقانہ سوچ کا شاخسانہ ہو سکتی ہے۔البتہ قتل کے بجائے خالی ڈکیتی کا کیس ہوتا تو ایسا سمجھا جاسکتا تھا۔"

"گزشتا ہفتے میں جن لوگوں سے وصولیاں کی ہیں کیا ان میں کوئی ایسی شخصیت ہے جس پر شک کیا جاسکے۔"

"سیٹھ گپتا رام باندرے سے پندرہ کروڑ کی رقم کوٹھی کے کاغذات رہن رکھ کر وصول کی تھی اس کے علاوہ تین نئی فلموں کا ایڈوانس لیے جانے والی رقم تھی۔رقم دینے والوں میں کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس پر شک کیا جاسکے۔"

"ملازموں میں سے کوئی ایسا جس کا کردار مشکوک ہو۔"

"کچھ کہہ نہیں سکتا۔"

ایس پی نے معنی خیز انداز میں کہا۔"وڈیو میں میڈم کلپنا کی جو آخری آواز سنائی دی ،اس سے لگتا ہے کہ خواب گاہ میں داخل ہونے والے دو نقاب پوشوں میں سے ایک کوتو وہ اچھی طرح جانتی تھی۔اور اس کے قتل کے پس پردہ بھی یہی وجہ ہے۔"

سعد کے چہرے پر پھیکی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔"جانتا ہوں ،اس کیس میں سب سے زیادہ مشکوک میری ذات ہے ،کیوں کہ میرے علم کے مطابق اس رقم کے بارے ہم دونوں کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا۔"

ایس پی کا انداز اسے تسلی دینے والا تھا۔"ایک بات تمھارے حق میں جاتی ہے کہ وڈیو میں نظر آنے والے چاروں نقاب پوشوں میں کوئی بھی جسامت میں تم سے مشابہہ نہیں ہے۔"

اس مرتبہ سعد خاموش رہا تھا۔اس کے بعد بھی ایس پی نے سوالات کا سلسلہ جاری رکھا تھا۔آخر میں وہ کہہ رہا تھا۔"ٹھیک ہے سعد صاحب ضرورت پڑنے پر آپ کو دوبارہ بھی زحمت دوں گا۔اور سعد اثبات میں سر ہلاتے ہوئے وہاں سے نکل آیا۔

کلپنا اگنی ہوتری کی موت کی خبر بھی آخر باسی ہو گئی تھی۔پولیس شروع شروع میں تونندہی سے اس کے قاتلوں کی تلاش میں سرگرداں رہی لیکن جلد ہی پولیس کو ہار ماننا پڑی۔ملازموں سے انھیں کوئی بھی کام کی خبر معلوم نہیں ہو سکی تھی۔اور نہ کسی ملازم کا مجرموں سے تعلق وغیرہ ثابت ہوا تھا۔ سعد اللہ خان کو ایس پی وقاص نے کافی بار تھانے بلا کر گھما پھرا کر اس سے کچھ معلوم کرنے کی کوشش کی مگر اس واردات میں سعد اللہ کے براہ راست ملوث ہونے کا کوئی ٹھوس تو کیا عام ثبوت بھی نہیں مل سکا تھا۔ تفتیش کا دائرہ بڑھاتے ہوئے ایس پی نے کلپنا کی ہم شکل ثانیہ جمیل اور اس کے بھائیوں سے بھی پوچھ گچھ کی ،مگر ان کی ذہنی سطح دیکھتے ہوئے ایس پی نے انھیں دوبارہ بلانے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی تھی۔ثانیہ بے چاری تو مادری زبان کے علاوہ بات ہی نہیں کر سکتی تھی۔

اس کے پاس سب سے بڑا سراغ سی سی ٹی وی فوٹیج اور ایک ڈاکو کے بھاری آواز میں کہے ہوئے دو تین فقرے تھے۔یقینا کسی کو جسامت کے بل بوتے پر پہچاننا ناممکن ہے کیوں کروڑوں کی آبادی میں ہزاروں لاکھوں لوگ ایک سی جسامت کے مل جاتے ہیں۔ اسی طرح آواز سے بھی تبھی پہچان ہو سکتی ہے جب بولنے والے کو انسان پہلے سے جانتا ہو۔یہ بھی

ممکن تھا کہ بولنے والا آواز تبدیل کر کے بات کر رہا ہو۔البتہ کلپنا نے اس وقت مجرم کا نام منہ سے نکالا ہوتا تو مجرم کی پہچان ہوجانا تھی۔

آہستہ آہستہ پولیس کی سرگرمی ماند پڑنے لگی۔کیوں کہ جس کیس کا کوئی سراغ نہ ملے پولیس اس پر زیادہ سر نہیں کھپاتی۔اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ پرانے کیس کی فائل نئے جرائم کی فائلوں تلے دب جاتی ہے۔کلپنا کی موت کے بعد بھی دو تین ایسے جرم ہو چکے تھے جن کی وجہ سے پولیس کو کلپنا کا قتل بھلانا پڑا تھا۔

کلپنا کے قتل پر سب سے زیادہ نقصان موہن داس اور ان فلم سازوں کو ہوا تھا جن کی فلمیں تکمیل کے مراحل میں تھیں اور کلپنا کی موت کی وجہ کام ٹھپ ہو گیا تھا۔سب سے آخر میں کلپنا نے جو تین فلمیں سائن کی تھیں ان کی عکس بندی شروع ہی نہیں ہو پائی تھی اس وجہ سے ان فلم سازوں کا صرف اتنا ہی نقصان ہوا تھا جتنا انھوں نے کلپنا کو ایڈوانس کی مد میں دیا تھا۔

گو ایک سو ستر کروڑ موہن داس کے لیے خطیر رقم تھی مگر اس کا کاروبار یہی تھا اور کاروبار میں ایسا نقصان چلتا رہتا ہے۔بھاگتے چور کی لنگوٹی کے مصداق اس نے کلپنا کی کوٹھی پر قبضہ جمانا چاہا مگر کوٹھی کے گروی ہونے کا سن کر اپنا سا منہ لے کر رہ گیا تھا۔کلپنا

کے قاتلوں کی تلاش میں اس نے بھی کافی ہاتھ پاؤں مارے،اپنے کارندوں کا کافی دوڑایا بھگایا کہ لوٹی جانے والی رقم ہی سے اپنا تھوڑا بہت نقصان پورا کر سکے مگر وہ گدھے کے سر سے سینگوں کی طرح غائب ہو گئے تھے۔پولیس کی طرح اسے بھی سب سے زیادہ سعد اللہ خان پر شک تھا اس کی نگرانی وغیرہ کروانے اور اپنے مخصوص افراد کو اس کے پاس بھیج کر سن گن لینے سے موہن داس کو یقین ہو گیا کہ سعد کے ہاتھ اس بارے بالکل صاف ہیں۔وہ بے چارہ تو کلپنا کی موت کے غم میں بستر ہی سے لگا ہوا تھا۔بلا شک و شبہ سعد دل کی گہرائیوں سے کلپنا کو چاہتا تھا۔آخر تھک ہار کرموہن داس نے بے فائدہ کوششیں ترک کر دیں۔

کلپنا کے متبادل کے طور پر تمام فلم سازوں کی نظریں ثانیہ جمیل کی طرف اٹھیں ،مگر اس کے بھائیوں نے سختی سے انکار کر دیا تھا۔ ان کے تیئں سٹیج شو سے حاصل ہونے والا معاوضا ان کے لیے کافی تھا اور وہ اپنی بہن کو فلمی دنیا سے دور ہی رکھنا چاہتے تھے۔یوں بھی کلپناکی موت کے بعد ثانیہ جمیل کے شو کو بہت زیادہ پذیرائی ملنے لگی تھی۔ پہلے پہل وہ صرف رات کو ایک شو کیا کرتی تھی ، مگراب وہ تین چارتھیٹر کمپنیوں میں پرفارم کرتے ہوئے کلپنا اگنی ہوتری کی موت کی ہمدردیانسمیٹ رہی تھی۔وہ کبھی زندگی میں کلپنا کو ملی

بھی نہیں تھی لیکن شکل کی مشابہت نے اس پر کامیابیوں کے دروازے کھول دیے تھے۔اس کو ملنے والے فوائد ہی کی وجہ سے ایس پی وقاص اس کی جانب متوجہ ہوا تھا لیکن اسے کچھ حاصل نہیں ہو پایا تھا۔ثانیہ تو پولیس کو دیکھ کر تھر تھر کانپ رہی تھی۔بہت ہی ڈرپوک لڑکی تھی۔نہ جانے سٹیج پر وہ اتنے آدمیوں کے سامنے ناچ کیسے لیتی تھی۔اس کے علاوہ وہ بالکل ان پڑھ گنوار بھی تھی۔اس کے برعکس کلپنا بہادر و نڈر ہو نے کے ساتھ اعلاتعلیم یافتہ بھی تھی۔انگریزی پر تو اسے اہل زبان کی طرح عبور تھا۔ہندی بھی فصاحت سے بولتی تھی۔اس علاوہ وہ فلم رائیٹر بھی تھی معاشی بحران سے پہلے اس نے تین چار فلمیں لکھی تھیں۔جبکہ کلپنا مادری زبان میں بات کرتے ہوئے بھی ہکلا جاتی تھی۔

★★★

”کب تک اس کے غم میں صاحب فراش رہو گے۔“شاہ زیب ،سعد کی خواب گاہ میں بیٹھا مستفسر تھا۔سعداللہ خان حسب معمول بستر میں گھسا تھا۔کافی جاننے والے اور دوست احباب اس کے پاس کلپنا کی موت کی تعزیت کرنے آئے تھے۔ہنستا مسکراتا سعد بالکل

چپ چپ اور اداس رہنے لگا تھا۔دو تین فنکاروں نے اسے اپنا منیجر بننے کی دعوت بھی دی تھی لیکن اس نے انکار کر دیا تھا۔

"بہت کوشش کی ہے لیکن نہیں بھلا پا رہا یار ،میں نے وچن دیا تھا کہ اسے پریشانیوں اور الجھنوں سے نکا لوں گا۔کامیابی اتنی دور نہیں تھی مگراس حادثے نے سب کچھ چھین لیا۔جانتے ہو اس نے چوری چوری اسلام بھی قبول کر لیا تھا ،مگر اپنی لاش کو آگ میں جلنے سے نہ بچا سکی۔"سعد کی آنکھیں نم ہو گئی تھیں۔

"جانے والی چلی گئی یار ، اس کی الجھنیں اور پریشانیاں بھی اختتام پذیر ہو گئیں۔اب آگے کا سوچو۔"

"ہونہہ!"اس نے طنزیہ انداز میں ہنکارا بھرا۔"کیا سوچوں۔"

"ثانیہ جمیل کے بارے کیا خیال ہے ،مسلمان بھی ہے اور تمھاری میڈم کی ہم شکل بھی۔" شاہ زیب اسے پہلے بھی اس کی طرف متوجہ کر چکا تھا۔

سعد دکھی دل سے بولا۔"شکل کے ایک جیسا ہونے سے کیا ہوگا یار ،وہ ان پڑھ گنوار لڑکی کلپنا کی جگہ کبھی بھی نہیں لے سکتی۔اور پھر یہ دل جسے اپنی میڈم کے علاوہ کچھ بھی نہیں چاہیے۔"

شاہ زیب نے کہا۔"محبت تعلیم یا اخلاقیات سے نہیں ہوا کرتی۔کوئی بھی شخص ،سب سے پہلے شکل کی وجہ ہی سے آنکھوں کے رستے دل میں اترتا ہے ، تم کلپنا کی بھی تو شکل پر فدا ہوئے تھے نہ کہ اس کے فن یا تعلیم یافتہ ہونے پر۔باقی ثانیہ ان پڑھ گنوار ہے تو سیدھی سادی اور بھولی بھالی بھی تو ہے اسے اپنا کر تم مرضی کے سانچے ہیں ڈھال سکتے ہو۔"

"پہلی بات یہ کہ میرے دل میں کلپنا کی جگہ کوئی نہیں لے سکتا۔دوسرا میں کلپنا کی ہم شکل ہونے کی وجہ اسے اپنانے پر تیار ہو بھی جاؤں تو وہ کب مانے گی۔خاص کر ثانیہ کے بھائیوں کے لیے اس کی حیثیت سونے کا انڈہ دینے والی مرغی کی سی ہے وہ مجھے اس کے قریب بھی پھٹکنے نہیں دیں گے۔"

"کوشش تو کرو یار،بلکہ اسے بھی فلموں کی طرف گھسیٹ لاؤ۔ سٹیج سے حاصل ہونے والا معاوضا اتنا زیادہ نہیں ہے۔اور پھر اسٹیج میں کوئی عزت اور مقام بھی نہیں ملتا۔تم میڈم

کی ادھوری رہ جانے فلموں کی تکمیل کروانے کے ضمن میں اسے کافی معاوضا دلوا سکتے ہو۔"

وہ سوچ میں کھو گیا تھا۔دو تین فلمسازوں نے بھی اسے یہی کہا تھا کہ کسی طرح وہ ثانیہ کو فلموں کی طرف لے آئے۔نہ جانے کیوں تمام اسے ثانیہ کی طرف دھکیلنے پر تلے ہوئے تھے۔مگر اس کا دل مان کر نہیں دے رہا تھا۔کسی کام میں بھی تو من نہیں لگ رہا تھا۔اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"میں کلپنا سے بے وفائی نہیں کر سکتا۔مجھے کسی ثانیہ وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے۔بس میرے لیے کلپنا کی یادیں کافی ہیں۔"

"سنکی آدمی،مجھے ہی کچھ کرنا ہو گا۔"شاہ زیب پھیکے انداز میں کہتے ہوئے کھڑا ہو گیا تھا۔

★★★

پکے مکان کے سامنے کار روک کر وہ نیچے اترے،دستک دینے پر دروازہ ایک نوجوان نے کھولا تھا۔تعارف کرا کر انھوں نے ثانیہ کے بڑے بھائی سے ملنے کی خواہش کی تھوڑی دیر بعد وہ سراج جمیل کے سامنے بیٹھے تھے۔

مصافحہ کرتے ہوئے سراج نے سوالیہ نظروں سے انھیں گھورا۔

"میرا نام شاہ زیب ہے یہ آکاش اورپردیپ سنگھ۔"شاہ زیب اپنا اور ساتھیوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔"ہم ضروری کام کے سلسلے میں حاضر ہوئے تھے۔"

سراج طنزیہ انداز میں بولا۔"تھارا جروری کم منے پتا...."(آپ کے ضروری کام کا مجھے پتا ہے۔"

شاہ زیب سرعت سے بولا۔"آپ غلط سمجھے ہمارا تعلق تھیٹر یا کسی ڈراما کمپنی سے نہیں ہے۔ ہم بس آپ کے فائدے کے لیے حاضر ہوئے تھے۔"

"ہر جی اپڑاں پھیدا سوچت ہے۔"(ہر کوئی اپنا فائدہ سوچتا ہے۔"

"بالکل۔"شاہ زیب نے اثبات میں سر ہلایا۔"لیکن بلا شک و شبہ آپ کو زیادہ فائدہ پہنچے گا۔"

"تبھی میں بولوں ....تھارا اپنڑاں پھائدہ جرورہیے۔"(تبھی میں کہوں کہ آپ کا اپنا فائدہ ضرور ہو گا)

"دیکھو سراج صاحب ، غور سے سننا میری بات بہت ضروری ہے۔ تم اپنی بہن کو ضائع کر رہے ہو۔اسٹیج پر رقص کر کے وہ کتنا کچھ کما لے گی۔خاص کر اس صورت میں کہ اس شعبے میں ناچنے گانے والیوں کی کوئی کمی نہیں۔ثانیہ کو فی الحال اس لیے آگے آنے کا موقع ملا ہوا ہے کہ لوگ میڈم کلپنا کی ہم شکل ہونے کی وجہ سے اسے دیکھنا چاہتے ہیں۔ لیکن یاد رکھنا لوگوں کی یہ دلچسپی ہمیشہ نہیں رہے گی۔ زیادہ سے زیادہ تین چار ماہ بعد ثانیہ بھی ان ہزاروں رقاصاؤں کی صف میں شامل ہو جائے گی جو اس میدان کی پرانی کھلاڑی ہیں۔ آپ کو ابھی منہ مانگا معاوضا مل رہا ہو گا۔ثانیہ میں لوگوں کی دلچسپی ختم ہوتے ہی یہ معاوضا دو بارہ چند ہزار کی شکل اختیار کر جائے گا،اس لیے ابھی سے اس بارے کچھ بہتر سوچ لو۔"

اس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔"تھارا جروری کم ساڈی بہن نوں فلم میں لے جانڑاں اے تے رہنڑں دیو۔" (اگر آپ کا ضروری کام ہماری بہن کو فلم میں لے جانے کا ہے تو رہنے دو)

شاہ زیب نے کہا۔"تو کیا ساری زندگی اسٹیج پر ناچتی رہے گی۔"

سراج نے طنزیہ انداز میں کہا۔"فلم والے بھی تو چند لاکھ دے رہے ہیں۔اس سے زیادہ تو ثانیہ ناچ کر کما لیتی ہے۔تو پھر اسٹیج پر ناچنا بہتر ہوا نا۔"(سراج مادری زبان ہی میں بات کر رہا تھا)

"اس لیے کہ وہ تمھیں سادہ اور بھولا سمجھ کر لوٹنے کی کوشش کر رہے ہیں،لیکن میڈم ثانیہ کو ایک ہوشیار منیجر مل گیا تو کروڑوں میں کھیلو گے۔"ساری گفتگو شاہ زیب ہی کر رہا تھا اس کے دونوں دوست خاموشی سے ان کی گفتگو سننے پر اکتفا کر رہے تھے۔اسی وقت ان کے لیے دروازہ کھولنے والے لڑکے نے چائے کی پیالیاں ان کے سامنے لا کر رکھ دیں۔

شاہ زیب کی باتوں نے سراج کو سوچنے پر مجبور کر دیا تھا۔تھوڑی دیر بعد وہ بولا۔"تم لوگ ہماری بہن کو چھین لو گے۔"

شاہ زیب فلسفیانہ انداز میں بولا۔"بہنیں تو ہوتا ہی پرایا دھن ہیں کیا کبھی بھی اس کی شادی نہیں کرو گے۔"

"یہ بات واضح کر رہی ہے کہ تمھارے دل میں چور ہے۔"سراج ایک بار پھر برگشتہ ہونے لگا تھا۔

" تمھیں سمجھا رہا تھا دوست۔باقی میڈم کلپنا کی کئی ادھوری فلمیں ایسی ہیں جن میں کام کر کے تمھاری بہن کو بہت اچھا معاوضا مل سکتا ہے۔اس وقت فلمساز مجبور بھی ہیں تم آسانی سے منھ مانگا معاوضا وصول کر سکتے ہو لیکن اس کے یلے ضروری ہے کہ کوئی جاننے والا آدمی تمھارے ساتھ ہو۔"

سراج نے پوچھا۔"اور وہ جاننے والے آدمی تم ہو؟"

"نہیں ...."شاہ زیب نے نفی میں سرہلایا۔"وہ ہے میرا دوست اورمیڈم کلپنا کا منیجر سعد اللہ خان۔"

"اسی نے تم لوگوں کو بھیجا ہے۔"

"نہیں ،میں نے اس سے اس بارے بات کی تھی مگر وہ نہیں مانا۔"

سراج پھیکے انداز میں بولا۔"جب اپنے دوست کی نہیں مانا تو ہماری کیا مانے گا۔"

شاہ زیب معنی خیز لہجے میں بولا۔"کیوں کہ ایک شخصیت ایسی ہے جو بڑی آسانی سے اسے منوا سکتی ہے۔"

"کون ؟"سراج کے لہجے میں دلچسپی تھی۔

شاہ زیب اطمینان سے بولا۔"میڈم ثانیہ ...."

سراج غصے سے بولا۔"تمھارا مطلب ہے ہم اپنی بہن کو ایک غیر مرد کے پاس بھیجیں کہ وہ ہماری مدد کرے۔"

شاہ زیب اسے تسلی دیتا ہوا بولا۔"کون سا اکیلی ہو گی، تم بھی ساتھ ہو گے بلکہ ہم بھی تمھارے ساتھ چلیں گے۔"

سراج نے بے یقینی سے پوچھا۔"وہ ثانیہ کی بات مانے گا کیوں ؟"

"کیوں کہ میڈم ثانیہ ،کلپنا کی ہم شکل ہے اور وہ کلپنا کو دیکھ دیکھ جیتا تھا۔اب اس کی جدائی میں بستر پر پڑا ہے۔"

"بھائی منے جانڑاں ہیے ،منے پھلماں دا شوق ہیے۔"ثانیہ کی ایک دم آمد نے تمام کو حیران کر دیا تھا۔شاید وہ کافی دیر سے ان کی باتیں سن رہی تھی۔

سراج منہ ٹیڑھا کر کے بولا۔"ہندی بول ناہیں سکت ہو تے پھلماں دا شوق ہیے۔" (ہندی بول نہیں سکتیں اور فلموں کا شوق ہے)

شاہ زیب جلدی سے بولا۔"یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے جس کا حل موجود نہ ہو،آواز کسی اور کی استعمال ہو جائے گی۔اس سے پہلے بھی دو تین چوٹی کی اداکارائیں ہندی بولنے سے کوری ہیں۔میڈم کترینہ کیف ہی کو دیکھ لوصرف انگلش بول سکتی ہے۔یقین مانو ثانیہ کو میڈم کلپنا کی ہم شکل ہونے کی وجہ سے بہت پذیرائی لے گی۔"

"سراج ہتھیار ڈالتے ہوئے بولا۔"لیکن آپ کے دوست کو کیسے منائیں گے۔"

"پہلے ہم مل کر کوشش کریں گے ،اگر وہ سنکی نہ مانا تو میڈم ثانیہ کو صرف ایک فقرہ بولنا پڑے گا۔مجھے سو فیصد یقین ہے وہ حامی بھر لے گیا۔"

"کون سا فقرہ ...."سراج کے نے حیرانی سے پوچھا باقی بھی شاہ زیب کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔

اپنی کامیابی پر شاہ زیب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔"وہ میں میڈم کو سکھا دیتا ہوں۔"

★★★

سعد ثانیہ ،اس کے بھائیوں اورشاہ زیب لوگوں کو دیکھ کر حیران رہ گیا تھا۔ثانیہ کالے نقاب میں مستور تھی صرف سیاہ آنکھیں ہی نظر آرہی تھیں۔انھیں بیٹھنے کا کہہ کر وہ ملازم کو چائے پانی کا بتانے لگا۔

چائے آنے تک شاہ زیب نے ثانیہ کے بھائیوں کی وکالت کرتے ہوئے ساری بات سعد کے گوش گزار کر دی۔

"معذرت خواہ ہوں یار۔"سعد کے ہونٹوں پر پھیکی مسکراہٹ ابھری۔"اب مجھ سے یہ کام نہیں ہو سکے گا۔"

"آخر آپ نے کوئی کام تو کرنا ہے۔یا یونھی بستر پر لیٹے روٹیاں پھاڑتے رہو گے۔"

"فی الحال تو مجھے کوئی کام کرنے کی ضرورت نہیں اور نہ کسی کام کو دل چاہتا ہے۔البتہ کچھ عرصے بعد جب طبیعت سنبھل جائے گی تب کچھ سوچوں گا۔لیکن وہ بھی کم از کم فلمی دنیا سے متعلق نہیں ہو گا۔"

شاہ زیب نے کہا۔"یار سعد،قنوطی نہ بنو۔اپنا نہیں توکسی غریب کے بھلے ہی کا سوچ لو۔"

"میرا خیال ہے ہماری بات پوری ہو چکی ہے اور آپ لوگوں نے چائے وغیرہ بھی پی لی ہے۔آپ سے مل کر خوشی ہوئی سراج اور امان صاحب۔"سعد نے بات ختم کرنے کا اعلان کرتے ہوئے کھڑے ہو کر ان کی طرف الوداعی مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔

اسی وقت ثانیہ نے دلکش انداز میں کھنکارتے ہوئے پرکشش چہرے سے نقاب ہٹایا اور سعد کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔"سعدی نہیں نا۔"

سعد ایک دم ساکت ہو گیا تھا۔وہ کلپنا ہی تو تھی ،وہی سیاہ آنکھیں ،یاقوتی ہونٹ ،صراحی دار گردن، ستواں ناک ، سرخ و سفید گال،کالی گھنی زلفیں ... .ذرا سا بھی تو فرق نہیں تھا۔اور پھر وہ بولی بھی بالکل کلپنا ہی طرح تھی۔اسے سعدی ،کلپنا ہی تو کہتی تھی۔وہ ڈھے جانے کے انداز میں بیڈ پر بیٹھ گیا۔کوشش کے باوجود وہ ثانیہ کے چہرے پر سے نظر نہیں ہٹا پا رہا تھا۔اس کی ناگفتہ بہ حالت دیکھ کر شاہ زیب نے فاتحانہ نظروں سے اپنے ساتھیوں کو گھورا۔اسی وقت سعد کے ہونٹوں سے پھنسی پھنسی آواز نکلی۔

"ٹھیک ہے۔"

ثانیہ جمیل نے دل آویز مسکان ہونٹوں پر بکھیری۔"دھنے واد، سعدی۔"

★★★

"سعد بھائی ،ہمارے بھگوان کا نہیں تو اپنے اللہ ہی کا خوف کریں ،دو گانوں اور تین چار مناظر کا معاوضا تین کروڑ ....؟"پریش چوپڑا کے لہجے میں گہری خفگی چھپی تھی۔

سعد اطمینان سے بولا۔"اگر میڈم زندہ ہوتیں تو ان مناظر کا معاوضا ساڑھے تین کروڑ ہونا تھا۔ وہ صرف آدھا معاوضا وصول کر سکی تھیں۔اب بھی آپ کو پچاس لاکھ کا فائدہ مل رہا ہے۔"

پریش معنی خیز لہجے میں بولا۔"ہم آپس میں بھی کچھ طے کر سکتے ہیں ،وہ کون سی سچ میں آپ کی اصل میڈم ہے۔یقینا ایک خانہ بدوش لڑکی سے کہیں زیادہ ہم آپ کے قریب ہیں۔"

"صحیح کہا ،مگر جب میں نے اس کے ساتھ کام کی حامی بھری تو میری نیت بالکل صاف تھی کیوں کہ کسی نے اس گنوار کو اچھی طرح پڑھا کر لایا تھا۔تمام منتیں کرتے رہے اور میں انکار میں سر ہلاتا رہا۔اس نے صرف اتنا کہا۔"سعدی، نہیں نا۔"اور میرے انکار کی عمارت دھڑام سے زمین بوس ہو گئی۔اس کی آواز اور شکل تو میڈم کی طرح ہیں ہی شاہ

زیب بے غیرت اسے وہ انداز بھی سکھا کر لایا تھا جو میری میڈم کا تھا۔اور آپ جانتے ہیں میں جھوٹ نہیں بول سکتا۔"

"دیکھ لو سعد صاحب ،یہ نہ ہوکلپنا میڈم کی نامکمل فلموں کے علاوہ کچھ حاصل نہ کر سکو۔"

سعد اطمینان سے بولا۔"اس کا فیصلہ میں اورآپ نہیں عوام کریں گے۔کسی کو شہرت کی بلندیوں پر اٹھانے یا گمنامی کے اندھیروں میں دھکیلے جانے کا انحصار عوام کی پسند نا پسند پر ہوتا ہے۔"

پریش نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔دو تین لمحوں کی خاموشی کے بعد وہ پھیکے لہجے میں بولا۔"تمھارے سچ بولنے اور بغیر لگی لپٹی رکھنے کی خوبی آج مجھے بہت بڑی خامی لگ رہی ہے۔"

"پریش صاحب ،ایک بات کا یقین کر لیں ،عوام میڈم کو چاہتی ہے ان کی فلمیں پہلے بھی ہٹ ہو تی تھیں لیکن اب تو بات ہی اور ہے یقین مانیں چند دنوں میں فلم کی تکمیل کر کے آپ دونوں ہاتھوں سے دولت سمیٹ رہے ہوں گے۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے۔" پریش نے اس کی تائید میں سر ہلادیا۔

★★★

تین کروڑ کا سن کر ثانیہ حیران رہ گئی تھی۔اس کے بھائی بھی خوشی سے پھولے نہیں سما رہے تھے۔

سعد کی جانب چاہت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے وہ دھیمے لہجے میں بولی۔ "دھنے واد سعدی۔" بے چاری کو بس ہندی کے چند شبد ہی بولنا آتے تھے۔

اگلے دن سے شوٹنگ شروع ہو نا تھی۔شوٹنگ شیڈول سعد کے پاس موجود تھا۔وہ ثانیہ کو

اس کے بھائیوں کی موجودی میں کافی دیر تک سمجھاتا رہا کہ اس نے کیا کرنا ہے۔سعد کو

محسوس ہوا کہ وہ اس کی باتوں کو بڑی دلچسپی اور توجہ سے سن رہی ہے۔اس دوران اس

کی نظریں ایک لمحے کے لیے بھی سعد کے چہرے سے نہیں ہٹی تھیں۔اس کی آنکھوں میں ابھرنے والی چاہت سعد کو فوراً ہی نظر آگئی تھی۔وہ نہ چاہتے ہوئے بھی بے اختیار اسے گھورنے لگ جاتا اور پھر اسے یاد آتا کہ وہ اس کی میڈم نہیں ہے تب وہ نیچے دیکھنے لگ جاتا۔ اچانک اس کے دماغ میں کلپنا کی مدھر آواز گونجی ....

"سچ کہوں سعدی ،اگر مجھے کچھ ہو گیا تو تمھیں میرا نعم البدل مل جائے گا۔البتہ تمھیں کچھ ہو گیا تو میں جیتے جی مر جاؤں گی۔"

کیا واقعی ایسا ہی تھا ثانیہ جمیل کلپنا کی ہم شکل ہی تو تھی۔اور صرف یہی خوبی اس کی ہزاروں خامیوں پر بھاری تھی۔جبکہ سعد کے علم میں اس کی ان پڑھ گنوار ہونے کے علاوہ کوئی خامی نہیں تھی۔

چونکہ ثانیہ بھی کلپنا کی طرح رقص کی ماہر تھی اس لیے فلم ڈائریکٹر نے سب سے پہلے گانوں کی عکس بندی کی تھی۔اور گانوں کی عکس بندی کرواتے ہوئے ثانیہ ذرا بھی نہیں جھجکی تھی معلوم ہی نہیں ہو رہا تھا کہ وہ پہلی بار کیمرے کے سامنے آرہی ہے۔البتہ رہ جانے والے تین چار مناظر کی عکس بندی کرواتے ہوئے ہدایت کار کو دانتوں پسینہ آگیا تھا۔اس کی جگہ مکالمے بولنے کے لیے تو خوب صورت آواز کی ایک لڑکی کی خدمات حاصل کر لی گئی تھیں لیکن چہرے پر منظر کے مطابق تاثرات تو اس نے خود پیدا کرنے تھے۔اس موقع پر سعد بہت کام آیا تھا کہ وہ صرف اسی کی بات پر توجہ دیتی تھی باقی مردوں سے دور بھاگتی اور گھبرا جاتی تھی۔

دن رات لگا کر فلم ساز نے دو ہفتوں کے اندر ہی فلم کی تکمیل کر دی تھی۔اس فلم کے علاوہ باقی فلم سازوں سے سعد نے جان بوجھ کر رابطہ نہیں کیا تھا کیوں کہ پہلی فلم کی عوام میں پذیرائی دیکھ کر ہی وہ آئندہ فلموں کے لیے منہ مانگے معاوضے کا مطالبہ کر سکتا تھا۔نہ جانے کیوں اس کا دل کر رہا تھا کہ وہ ثانیہ جمیل کی آنکھوں میں بھرے خوابوں کو تکمیل کرے۔اپنی میڈم کے لیے وہ کچھ نہیں کر پایا تھا اس جیسی کے لیے کچھ کر کے وہ دل میں بھری پشیمانی اور ندامت میں کمی کرنا چاہتا تھا۔

فلم ریلیز ہونے سے ایک دن پہلے پریش چوپڑا نے تمام فنکاروں کو پارٹی دی تھی۔ عجیب بات یہ ہوئی تھی کہ ہر وقت ثانیہ کا دم چھلہ بنے ہوئے بھائی پارٹی میں نہیں آئے تھے۔سعد نے ثانیہ کے لیے ایک کار خریدنے کے ساتھ ڈرائیور اور ایک محافظ کا بھی بندوبست کر دیا تھا۔وہ ان کے ساتھ اکیلی ہی آپہنچی تھی۔اس کا لباس دیکھ کر زیادہ تر لوگ ہنس پڑے تھے۔کھلی قمیص کے ساتھ سر پر اوڑھے دوپٹے سے وہ اس تقریب کے لیے مزاح کا سبب ہی بنی تھی۔لیکن اس لباس میں دیکھ کر نہ جانے کیوں سعد کو بہت اچھا لگا تھا۔وہ کلپنا کو ایسا لباس پہننے پر مجبور کیا کرتا تھا لیکن وہ فیشن ایبل کپڑوں کی شوقین تھی اور اکثر اس بات پر سعد کی اس سے خفگی بھی ہو جاتی۔گو وہ زیادہ دیر اسے خفا

نہیں رہنے دیتی تھی کہ سعد کو منانا اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔وہ صرف ایک جملہ کہا کرتی۔ "سعدی نہیں نا۔"اور سعد ہتھیار ڈال دیتا تھا۔

پارٹی شروع ہونے کے تھوڑی دیر بعد ایک اور ڈراما ہوا تھا۔جان بوجھ کر یا انجانے میں ثانیہ نے وسکی کا گلاس اٹھا کر چند گھونٹ لیے اور پھر لڑکھڑاکرفرش پر گر گئی۔سعد نے آگے بڑھ کر اسے سہارا دے کر صوفے پر بٹھا دیا۔تمام مہمان زور زور سے ہنسنے لگے تھے۔کلپنا بہت زیادہ شراب نوشی کیا کرتی تھی۔بعد میں سعد کی وجہ سے اس نے شراب نوشی میں کافی کمی کر دی تھی۔البتہ واضح نظر آرہا تھا خانہ بدوش ثانیہ نے زندگی میں پہلی بار شراب چکھی تھی۔

سعد ساتھ بیٹھ کراسے سمجھانے لگا۔"دیکھو ثانیہ ،یہ کوئی اچھی چیز نہیں ہے۔بہتر ہو گا آئندہ اسے منہ سے نہ لگاؤ۔"

وہ نادم لہجے میں بولی۔"منے پتا نہ ہوت یہ اتنی خراب ہوت ہے۔"

"اچھائی برائی کورہنے دو بس تم نے آئندہ شراب پینے کی کوشش نہیں کرنا۔"

وہ وارفتگی سے بولی۔"تمھاری ساری باتاں پہ عمل کروں گی۔"

سعد ٹھنڈا سانس بھر کر رہ گیا تھا۔لگتا تھا ثانیہ کو کوئی اچھی طرح پڑھا چکا تھا کہ وہ سعد کو کیسے قابو کر سکتی تھی۔اور ایسا کرنے والا شاہ زیب کے علاوہ کون ہو سکتا تھا۔یہ بھی ممکن تھا کہ یہ سعد کا وہم ہوتا اور وہ خود بہ خود اس کی چاہت میں مبتلا ہو گئی ہو۔

★★★

ریلیز ہونے کے ساتھ ہی فلم نے کامیابی کے ریکارڈ توڑ دیے تھے۔وہ کھڑکی توڑ رش ہوا کہ ٹکٹ بلیک میں بھی نہیں مل رہے تھے۔کوشش کے باوجود ناظرین یہ اندازہ نہیں لگا پا رہے تھے کہ اصل کلپنا پر کن مناظر کی عکس بندی ہوئی تھی اور ثانیہ کس کس منظر میں جلوہ گر ہوئی ہے۔ منجھے ہوئے ناقدین بھی آواز کے ہلکے سے فرق کی وجہ سے ثانیہ اور کلپنا کے درمیان تمیز کر پائے تھے۔ کیوں کہ ثانیہ کے ہندی نہ جاننے کی وجہ سے مکالمے کسی اور لڑکی آواز میں ریکارڈ کیے گئے تھے۔ البتہ وہ ناقدین گانوں میں ثانیہ اور کلپنا کی تمیز نہیں کر سکے تھے۔ فلم نے ریلیز ہونے کے ساتھ کئی ریکارڈ اپنے نام کر لیے تھے۔ پریش چوپڑا کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔اور اس کے ساتھ ہی ثانیہ کے گھر فلم سازوں کی قطار لگ گئی تھی۔کلپنا کی ادھوری فلموں کی تکمیل کے لیے فلم ساز منہ مانگا معاوضا دینے کی آفر کر رہے تھے۔ زیادہ تر فلم سازوں کی یہی کوشش تھی کہ سعد کو درمیان

سے ہٹا کر وہ ثانیہ اور اس کے بھائیوں کے ساتھ مک مکا کر لیں۔مگر ثانیہ نے سعد کی غیر موجودی میں کسی قسم کے معاہدے اور بات چیت سے انکار کر دیا تھا۔اس کے بھائیوں کو بھی سعد کی اہمیت کا اندازہ ہو گیا تھا ،ہمیشہ بہن پر حکم جمانے والے بھائیوں نے اس معاملے میں بہن ہی کا ساتھ دیا تھا۔ فلم سازوں کی کوششیں سعد کی نظر سے بھی اوجھل نہیں تھیں۔اتنا اندازہ تو اسے بھی تھا کہ ثانیہ یا اس کے بھائیوں کو اب اس کی ضرورت نہیں رہی تھی۔وہ خود بھی ثانیہ کے قریب نہیں جانا چاہتا تھا کہ کلپنا کی یاد اب تک وہ اپنے دل سے محو نہیں کر سکا تھا۔لیکن جب فلم ساز دوبارہ اس کے ساتھ رابطے کی کوشش کرنے گے اس کے ساتھ ثانیہ نے بھی کال کر کے اسے بتا دیا کہ وہ اس کی مرضی کے بغیر ایک قدم بھی نہیں اٹھائے گی تب وہ ایک بار پھر میدان میں اتر آیا۔ پہلے ہی فلم ساز کے سامنے جب اس نے چھے کروڑ کا نام لیا۔وہ حیرت سے اچھل پڑا تھا۔

"اتنا معاوضا کوئی بھی بڑی ہیروئن پوری فلم کا لیتی ہے جناب۔"راہول کپور کا لہجہ طنز سے پر تھا۔

"راہول صاحب ،میڈم ثانیہ بھی جس اداکارہ کی جگہ کام کر رہی ہے وہ بالی وڈ کی صف اول کی اداکارہ تھی۔دوسرا میں نے زبردستی نہیں کی اپنا مطالبہ پیش کیا ہے آپ انکار کر دیں۔ باقی واضح کر دوں، میری کوشش یہی ہو گی کہ میڈم ثانیہ زیادہ سے زیادہ تین فلمیں سائن کرے ، میڈم کلپنا نے بہ حالت مجبوری اتنی فلمیں ایک ساتھ سائن کی تھیں میڈم ثانیہ کو کوئی مجبوری نہیں ہے آپ بے شک اس وقت انکار کا حق رکھتے ہیں لیکن یاد رہے اگر بعد میں آپ کے مان جانے پر بھی ہمارے پاس وقت نہ ہوا تو گلہ نہ کرنا۔"

"دھونس جمانا تو کوئی آپ سے سیکھے۔"راہول کے ہونٹوں پر پھیکی مسکراہٹ نمودار ہو گئی تھی۔

سعد اطمینان بھرے لہجے میں بولا۔"راہول صاحب ،پریش چوپڑا نے ایک فلم سے اتنا کمایا ہے کہ ماضی کی میں بنانے والی تمام فلموں کو ملا کر اسے اتنا فائدہ نہیں ہوا ہو گا۔اور اب وہ اتنا پر جوش کے کہ ایک نئی فلم کا سکرپٹ میرے پاس بھجوا دیا ہے۔ وہ میڈم ثانیہ کومنہ مانگے معاوضے پر نئی فلم میں کاسٹ کر نا چاہتا ہے۔یہ تو میں نے اس کی منت کر کے تھوڑی سی مہلت مانگ لی کہ پہلے نامکمل فلموں کو نبٹا دینا مناسب ہو گا۔"

"لازمی بات ہے جب چند مناظر اور دو تین گانوں کا معاوضا مکمل فلم جتنا مل رہا ہے تو آپ کو نئی فلم سائن کرنے کی ضرورت ہی کیوں پیش آئے گی۔خاص کر وہ الو کی پٹھی تو آپ کی غیر موجودی میں کسی سے بات ہی نہیں کرنا چاہتی۔"راہول کے مزاحیہ انداز پر سعد قہقہہ لگا کر ہنس پڑا تھا۔

★★★

اگلی چار فلمیں بھی چند ماہ کے اندر ہی ریلز ہو گئی تھیں۔ثانیہ ،کلپنا کی موت کی ہمدردیاں خوب سمیٹ رہی تھی۔لوگ اسے دیکھنا چاہتے تھے ،آٹو گراف لینا چاہتے۔ مشہور ٹی وی پروگراموں والے اسے پروگرام میں بلانے کا منہ مانگا معاوضا دینے پر تیار تھے ، اخباروں اور رسالوں کے نمائندے اس کے انٹرویو کی کوششوں میں مصرف تھے۔اور وہ کسی کٹھ پتلی کی طرح بس سعد کی طرف دیکھ رہی تھی۔سعد کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے۔اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ثانیہ یوں اس پر فریفتہ ہو جائے گی۔لباس کے انتخاب تک میں وہ اس سے رائے مانگا کرتی۔

اور پھر ایک دن اس نے نیا گھر لینے کی بات کرتے ہوئے عجیب سے لہجے میں پوچھا۔"سعدی ،تمھاری پرانی میڈم کی کوٹھی کس کے قبجے میں ہوت ہے۔"(تمھاری پرانی

میڈم کی کوٹھی کس کے قبضے میں ہے)وہ سعد کو پکا سعدی کہہ کر ہی پکارتی تھی۔اور اصولاََ تو سعد اس کا ملازم تھا اس لیے اس کا اعتراض کرنا نہیں بنتا تھا۔یوں بھی ثانیہ کی چاہت اور خلوص بھرا سلوک دیکھتے ہوئے وہ اس کی بہت عزت کرنے لگا تھا۔

"کیوں ؟"وہ حیران رہ گیا تھا۔

منے جی چاہے او کوٹھی خرید لوں۔"(دل کرتا ہے وہ کوٹھی خرید لوں)

وہ بجھے دل سے بولا۔"وہ کوٹھی سیٹھ گپتا رام باندرے کے پاس پندرہ کروڑ کے عوض میڈم نے رہن رکھوائی تھی۔"

"تھارے نو جیادا علم ہوئے گا کوٹھی دی قیمت دا لیکن منے اور کوٹھی خریدنا ہے۔ میڈم

کی وجہ سے منے اے مقام ملا ہے۔منے اس کا دھنے واد کہنا ہے۔"

"ٹھیک ہے میں معلوم کر لیتا ہوں کہ سیٹھ گپتا رام باندرے کا کیا ارادہ ہے۔"سعد نے اثبات میں سر ہلادیا تھا۔

اگلے دن وہ گپتا رام کے دفتر میں بیٹھا کوٹھی کی بابت بات کر رہا تھا۔اس نے چھوٹتے ہی اتنی ہی رقم کا مطالبہ کر دیا تھا جو وہ کلپنا کو ادا کر چکا تھا۔

سعد کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔"سیٹھ صاحب اگر کوئی پراپرٹی ڈیلر آپ کو چھ کروڑ سے زیادہ دینے پر آمادہ ہے تو اسی کے حوالے کر دینا۔ویسے میرا نہیں خیال کہ کوئی بے وقوف اس کوٹھی کو خریدنے کی کوشش کرے گا۔وہاں قتل کی واردات ہوئی ہے ایک عورت کو جلایا گیا ہے۔اور ایسی عمارتیں اصل قیمت کے نصف میں بھی کوئی نہیں خریدتا۔"

"مسٹر سعد ،میں نے پندرہ کروڑ کی بھاری رقم تمھاری ہی ہتھیلی پر رکھی تھی۔"گپتا رام کے لہجے میں غصہ بھرا تھا۔

"بالکل ،مگر میڈم کوٹھی بیچ نہیں رہی تھی اور نہ آپ اتنی رقم میں خریدتے۔وہ تو بس قرض لینے کی ضمانت کے طور پر کوٹھی کے کاغذات آپ کے حوالے کیے گئے تھے اور آپ بھی جانتے تھے کہ رقم ایک کروڑ کے منافع کے ساتھ واپس وصول ہو جائے گی اور آپ کے بیٹے کی شادی میں میڈم کا رقص بونس میں رہے گا۔اب زندگی نے میری میڈم کا ساتھ نہیں دیا تو اس میں نہ وہ قصور وار ہے اور نہ میں۔آپ کی دی ہوئی رقم چند ظالموں کے قبضے میں چلی گئی۔میڈم بے چاری نہ کوٹھی بچا سکی نہ رقم اور نہ زندگی۔"سعد کی آواز بھرا گئی تھی۔

سیٹھ گپتا رام باندرے ایک دم خاموش ہو گیا تھا کہ سعد کی بات حقیقت کے خلاف نہیں تھی۔اور پھر تھوڑے بحث و تکرار کے بعد ساڑھے سات کروڑ میں سودا ہو گیا تھا۔

ثانیہ کو خوش خبری سنا کر وہ کوٹھی کی از سر نوتزئین و آرائش میں مصروف ہو گیا۔اس نے اپنی مرضی سے ڈرائینگ روم اور خواب گاہ کے لیے فرنیچر خریدا تھا اور تمام سامان اپنی نگرانی میں ترتیب کے ساتھ لگوایا تھا۔خواب گاہ ، دیواروں کے رنگ اور کھڑکیوں کے پردوں تک میں اس نے پرانے انتخاب کو مد نظر رکھا تھا۔

ثانیہ اپنے بھائیوں اور چھوٹی بہن کے ساتھ وہاں منتقل ہو گئی تھی۔اس کے پانچ بھائی اور ایک چھوٹی بہن تھی۔ بھائیوں کے برعکس دونوں بہنوں کا رنگ بہت صاف تھا۔چھوٹی بہن گو ثانیہ کی طرح خوب صورت تو نہیں تھی پھر بھی کافی پر کشش اور پیاری تھی۔

★★★

سعد نے نئی فلموں کی آفر کو فی الحال موخّر کر دیا تھا۔وہ میڈم کلپنا کی ادھوری رہ جانے والی فلموں کے بعد اس طرف متوجہ ہونا چاہتا تھا۔ثانیہ اس وقت تین فلموں کی شوٹنگ کروا رہی تھی۔ وہ اپنے آرام و خوراک پر بہت دھیان دیتی تھی۔اس کے ساتھ سب سے بڑا مسئلہ غیر تعلیم یافتہ ہونے اور ہندی نہ بول سکنے کا تھا۔فلم کے سکرپٹ پڑھنے کا تو

سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا جب کہ وہ دستخط کی جگہ انگوٹھا ثبت کرتی تھی۔سعد نے اسے پڑھنے کا مشورہ دیا تھا جسے وہ ہنس کر۔ "منے ان پڑھ رہن دیو۔"کہتے ہوئے ٹال گئی تھی۔

فلموں کی شوٹنگ کے دوران سعد کو محسوس ہوا کہ وہ اس کے کچھ زیادہ ہی نزدیک آتی جا رہی ہے۔کلپنا کی ہم شکل ہونے کی وجہ سے سعد کو بھی اس کی ذات میں دلچسپی ضرور تھی۔اور پھر ایک دن جب وہ اسے رخصت کر کے گھر جانے والا تھا وہ اسے اپنی خواب گاہ میں بلا کر بری طرح چمٹ گئی تھی۔

"منے اپنا لو سعدی ،منے فلموں میں کم نیئں کرنا منے تھارے نال شادی کرنی ہے۔" اس کی جذبات سے بوجھل گفتگو سنتے ہی سعد نے سر جھکا لیا تھا۔حیرت انگیز طور پر اس کے بھائیوں نے بھی ان کی شادی پر اعتراض نہیں کیا تھا۔کافی لوگوں نے ثانیہ جمیل کے بھائیوں اور خود اسے سمجھانا چاہا کہ ایک لڑکی شادی کرنے کے بعد نمبر ون کی دوڑ سے نکل جایا کرتی ہے۔ مگر ثانیہ نے کسی کی بات کو بھی درخور اعتناء نہیں جانا تھا۔اس نے میڈم کلپنا کی رہ جانے والی فلموں کی تکمیل کے بعد فلمی دنیا کو خیر باد کہنے کا اعلان کر دیا تھا۔لڑکی وداع ہو کر شوہر کے گھر جاتی ہے لیکن اس نے سعد کی منت کر کے اسے راضی کر لیا تھا کہ وہ دونوں کلپنا کی کوٹھی ہی میں رہیں گے۔ یوں بھی اس کوٹھی کا

تعلق اس کی جان حیات سے تھا اس لیے اس نے اعتراض کرنے کی ضرورت محسوس نہیں تھی۔

★★★

سعد نے دھڑکتے دل کے ساتھ حجلہ عروسی میں قدم رکھا۔اس کے احساسات عجیب سے ہو رہے تھے۔اس دن کی تمنا تو اس نے کلپنا کے ساتھ منانے کی کی تھی ،لیکن کلپنا اس کے مقدر میں نہیں تھی۔بیڈ پر وہ سرخ گٹھڑی کی صورت بیٹھی تھی۔سعد دو تین منٹ تو الفاظ کو دماغ میں ترتیب دیتا رہا اور پھر دھیمے لہجے میں بولا۔

”ثانیہ ،شاید میں تمھیں اتنی چاہت اور پیار نہ دے پاؤں جس کی تم حق دار ہو کیوں کہ کوشش کے باوجود میں اسے بھلا نہیں پایا۔وہ آج بھی پہلے دن کی طرح میرے دل و دماغ میں بسی ہوئی ہے۔تم سر تا پا اس کے جیسی ہو بس وہ نہیں ہو اور اس دل نے ہمیشہ اسی کو مانگا ہے۔ میری کوہتاہیوں اور لغزشوں کو مجبوری جانتے ہوئے معاف کر دینا۔میں تمھارے حقوق کی بجا آوری میں کوئی کسر نہیں چھوڑوں گا ،لیکن دل کے معاملے میں اپنی بے بسی کا اعتراف میں پہلے کر چکا ہوں۔“ایک گہرا سانس لیتے ہوئے وہ لمحہ بھر کو خاموش ہوا۔پھر جیب سے ایک ڈبا نکال کر اس نے کھولا۔اس میں چاندی کی نگینہ جڑی

خوب صورت چوڑیاں موجود تھیں۔" جانتی ہو کلپنا کو سونا اچھا نہیں لگتا تھا۔اس نے کہا تھا کہ وہ منہ دکھائی میں چاندی کی چوڑیاں لے گی اور جس دن اس نے مجھے یہ کہا تھا اس سے اگلے دن میں نے چوڑیاں بنوا کر رکھ لیں تھیں ،مگر ان چوڑیوں کی قسمت میں وہ ریشمی کلائیاں نہیں تھیں۔اور برا نہ منانا کہ میں ہر بات میں اس کا ذکر کر رہا ہوں۔ مجھے بے بس جانتے ہوئے معاف کر دینا۔"معذرت کے انداز میں کہتے ہوئے اس نے ثانیہ کے ہاتھ پر چوڑیوں والا ڈبا رکھ دیا۔

"منے پہنا وی دو۔"اس کے کانوں میں ثانیہ کی مدھر آواز گونجی۔

سعد خاموشی سے اس کی کلائیوں میں چوڑیا ں ڈالنے لگا۔کلپنا کے ہاتھوں کو وہ کئی بار چھو چکا تھا۔حیران کن طور پر ثانیہ کے ہاتھ بھی بالکل اسی کے جیسے تھے۔غیر ہوتی دل کی دھڑکنیں کہہ رہی تھیں یہ وہی ہاتھ ہیں ،مگر حقائق اس کے خلاف تھے۔اس نے ثانیہ کا گھونٹ الٹا اور اس کا سانس رکنے لگا تھا۔ محبوب کی شکل نے آنکھوں کے سامنے آکر جذبات میں ہلچل مچا دی تھی۔وہ وارفتگی سے اسے دیکھنے لگا۔

وہ دل آویز مسکان ہونٹوں پر بکھیرتے ہوئے کہنے لگی۔"تمھارے کو تو اس کا متبادل مل گیا ہے نا۔"سعد کے دماغ کو جھٹکا لگا۔بالکل یہی بات کلپنا نے بھی کی تھی کہ" اگر میں

مر گئی تو میرا متبادل تو تمھیں مل جائے گا۔"اس کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لے لیا تھا۔ایک دم اٹھ کر وہ دروازے کی طرف بڑھا۔

ایک منٹ سعدی۔"ثانیہ نے فوراً اسے پکارا تھا۔

وہ گلو گیر لہجے میں بولا۔"ثانیہ میں تھوڑی دیر اکیلا رہنا چاہتا ہوں۔پلیز مجھے معاف کر دینا۔"

"تم ثانیہ کو چھوڑ کر جا سکتے ہو اپنی میڈم کو نہیں۔"بیڈ سے اتر کر اس نے سعد کا ہاتھ تھام لیا تھا۔

"جانتا ہوں کہ تم اس کی ہم شکل ہو مگر وہ تو نہیں ہو نا۔"

"پاگل۔"ہونٹوں پر پیار بھری مسکان لاتے ہوئے وہ اس کے قریب آئی۔"میں تمھاری میڈم ہوں میری جان ،سچ مچ تمھاری کلپنا۔"

وہ حیرت سے اچھل پڑا تھا۔ "کلپنا....مم....مگر...."وہ ہکلا گیا تھا۔اس کے ساتھ ہی اسے خیال آیا کہ وہ مسلسل صاف ہندی میں بات کر رہی ہے۔جبکہ ثانیہ چند الفاظ سے زیادہ ہندی نہیں بول سکتی تھی۔

"ہاں میری جان۔"وہ اسے کھینچ کر بیڈ تک لائی۔" وہی کلپنا جس کے مسائل کی وجہ سے تم سو نہیں سکتے تھے ،جس کی پریشانیاں اب بھی تمھارے دماغ سے محو نہیں ہو سکیں ،وہی کلپنا جس نے کہا تھا کہ اگر وہ مر گئی تو اس کا متبادل تمھیں مل جائے گا ،وہی کلپنا جس نے تمھارے لیے اسلام تو قبول کر لیا تھا لیکن اظہار کی جرات نہ کر سکی ....تمھاری اور صرف تمھاری کلپنا۔"

سعد گویا پتھر کا ہو چکا تھا۔"یہ سب کیسے ہوا ، تم تو جل چکی تھیں اور ...."

وہ ہنسی۔"سب ڈراما تھا۔یاد ہے نا میں ہر ہفتے کالے حجاب میں جنرل ہسپتال جا کر مریضوں کی عیادت کیا کرتی تھی۔ایک بار مجھے ایمرجنسی وارڈ میں پانچ جوان اپنی چھوٹی بہن کے گرد بیٹھے روتے نظر آئے۔معلوم کرنے پر پتا چلا کہ ان کی بہن دل کے دل والو بند تھے اور ان کے پاس علاج کی رقم موجود نہ تھی۔مجھ سے ان پانچ بھولے بھالے جوانوں کا رونا برداشت نہ ہو سکا۔مالی مشکلات کا شکار ہونے کے باوجود میں نے ان کی بہن کا علاج کروا دیا۔ دو ماہ بعد ان کی بہن بالکل ٹھیک ٹھاک تھی اور وہ تمام مجھ سے اتنی عقیدت و احترام سے پیش آرہے تھے کہ شرمندگی ہوتی تھی۔وہ بار بار کہتے کہ کاش وہ میرے احسان کا بدلہ چکا سکتے۔ انھی دنوں شوٹنگ کی مصروفیت کی وجہ سے میں کچھ لکھ نہیں پا رہی

تھی لیکن ایک نئی کہانی کا پلاٹ میرے دماغ میں موجود تھا جو میری زندگی پر منطبق ہوتا تھا۔پس بجائے اس پر کچھ لکھنے کے میں نے وہ عملی زندگی میں فلمانے کا پروگرام بنا لیا۔ اور اس ضمن میں سراج اور امان کو اعتماد میں لے لیا۔بغیر کسی جھجک کے وہ میری مدد کرنے پر تیار ہو گئے تھے۔ ان کی چھوٹی بہن کا نام ثانیہ تھاجو میں نے اپنا لیا۔اپنی موت کا ڈراما رچانے سے پہلے اپنی ہم شکل کا چرچا کروادیا۔روزانہ شوٹنگ سے واپسی پر میں تمھارے جاتے ہی برقع اوڑھ کر عقبی رستے سے گھر سے نکلتی جہاں ایک سوزکی وین لے کرامان سے چھوٹا بھائی فخر موجود ہوتا تھا۔اسٹیج شو میں آدھے گھنٹے کی پرفارمنس دکھا کر میں فخر ہی کے ساتھ لوٹ آیا کرتی۔میری ہم شکل کا چرچا ہوتے ہی میں نے کلپنا کو مروا دیا۔اس منصوبے پر عمل کرنے سے دو ہفتے پہلے میں نے گھر میں خفیہ کیمرے لگوا دیے تھے تاکہ میری موت میں کسی کوشبہ نہ رہے۔ڈکیتی کے دن تھیٹر سے واپس آتے ہی میں نے گھر کی بجلی کا مین سوئچ آف کر کے بہ ظاہر الیکٹریشن کو بلوایا۔لیکن الیکٹریشن کے روپ میں سراج اور امان سوزکی وین میں وہ ایک لاوارث لڑکی لاش چھپا کر لائے تھے۔ملازموں کو بہانے سے دائیں بائیں کر کے میں نے اپنی نگرانی میں لاش بیڈ کے نیچے رکھوائی اور وہ مین سوئچ آن کر کے چلے گئے۔تجوری میں موجود بھاری رقم میں پہلے

ہی اس کوٹھی میں موجود خفیہ تہہ خانے میں منتقل کر چکی تھی جس کے بارے صرف میں ہی جانتی ہوں۔ باقی میرا اور فخر بھائی کا فرضی مکالمہ گولی لگنا خواب گاہ کو آگ لگانا یہ سارا پولیس کو بھٹکانے کے لیے تھا۔میری فرضی لاش جل کر راکھ ہو گئی یوں پہچان کا ٹنٹنا بھی ختم ہوگیا تھا۔اس کے بعد کے مسائل آسان تھے اورآپ کے سامنے ہیں۔"

"مجھے اس منصوبے سے کیوں باہر رکھا۔" خفگی بھری لہجے میں کہتے ہوئے اس نے گلہ کیا۔

وہ ناز بھرے انداز میں مسکرائی۔"کیوں کہ میں جانتی ہوں کہ اداکاری تمھارے بس کا روگ نہیں ہے۔دوسرا میری موت کے بعد تمام کی نظروں نے تمھیں گھیرے میں لے لینا تھا۔اگر پولیس شبے کی بنیاد پر تمھیں تشدد کا نشانہ بناتی یا موہن داس وغیرہ کوئی ایسی کارروائی کرتے تو شاید تمھارے منہ سے کوئی الٹی سیدھی بات نکل جاتی۔اسی وجہ سے تمھیں اس منصوبے کی ہوا بھی نہ لگنے دی۔"

"اب کیا ارادہ ہے۔"سعد جیسے ہواؤں میں اڑ رہا تھا۔

"اب جو میرا سعدی چاہے۔چند ،ماہ کے اندر بچ جانے والی ادھوری فلموں کی تکمیل کے بعد فلمی دنیا کو خیر باد کہہ دوں گی کیوں کہ اردو تو صحیح طرح بول نہیں سکتی۔ایک ان پڑھ لڑکی کا فلموں سے کیا واسطہ۔بس میں اور میرا سعدی دنیا کی سیر کو نکلیں گے۔"

اور سعد نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اسے آغوش میں سمیٹ لیا۔